2023 - 2024 Issue 2

النصرت

لجنہ اماء اللہ یوکے کا ادبی، تعلیمی اور تربیتی رسالہ

جہاد بالسیف تا جہاد بالقلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے فضل ور حم کے ساتھ

قَدْ جَآءَ الدِّيْنُ مِنَ النُّصْرَةِ ثُمَّ سَيَعُوْدُ مِنَ النُّصْرَةِ

دین پہلے بھی نصرت ہی سے غالب آیا تھا اور اب دوبارہ بھی وہ نصرت ہی کے ذریعہ سے غالب آئے گا۔

(تذکرہ۔ایڈیشن 2023۔الہام مورخہ 3/اکتوبر 1904۔صفحہ نمبر 486)

عہد نامہ لجنہ اماء اللہ

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے، لاشریک ہے۔ اور میں گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لیے ہر دم تیار رہوں گی۔ نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خلافتِ احمدیہ کو قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گی۔

ان شاء اللہ

النصرت اردو ٹیم

زیر نگرانی	ڈاکٹر قرۃ العین عینی رحمٰن صاحبہ (صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ) لبنیٰ سہیل صاحبہ (سیکریٹری اشاعت لجنہ اماء اللہ برطانیہ)
مجلس ادارت	قانتہ راشد صاحبہ، نصیرہ نور صاحبہ، فریدہ بشارت صاحبہ، سائحہ معاذ صاحبہ
مدیرہ	صدیقہ سلطانہ
نائب مدیرہ	عاصمہ بدر، ستارہ جمیل
ٹائپنگ اور پروف ریڈنگ	صفیہ بشیر سامی، حانیہ سعید، حبہ باقی، تسنیم رضی
ڈیزائن	وردہ سہیل
مینیجر	اسماء شاہد

اس شمارہ میں تصاویر الاسلام ویب سائٹ اور کینوا پرو سے لی گئی ہیں۔

فہرست مضامین

قال اللہ	01
قال الرَّسول ﷺ	01
کلام الامام۔امام الکلام	02
اداریہ	03
امامِ وقت کی آواز	04
خلفائے احمدیت اور جہاد	07
منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔اشاعتِ دین بزورِ شمشیر حرام ہے	08
کیا اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا؟ اسلام امن و آشتی کا مذہب (ریحانہ صدیقہ بھٹی۔Newcastle)	09
جہاد کی اقسام (شاہدہ رشید۔Baitul Futuh East)	13
قرونِ اولیٰ کی خواتین کا جہاد (سمیرا کشور۔Cardiff)	16
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قلمی جہاد (ستارہ جمیل۔Farnham)	21
پیار، محبت اور دلوں کی صفائی کا جہاد (صفیہ بشیر سامی۔Worcester Park)	24
دور حاضر میں جہاد کے نام پر لڑی جانے والی جنگیں (ارفع یاسر۔Oxford)	27
سورۃ الفاتحہ پڑھنے کی افادیت (حانیہ سعید۔Hounslow North)	35
پیدائشِ نو (شازیہ پروین۔Dudley)	38
فرشتوں سے ملاقات (سلسلہ وار) (صدیقہ سلطانہ۔Oxford)	40
جانا اچھا ہے! (امۃ الحی خالد۔Scunthorpe)	44
روزے کے فوائد (ھبہ باقی۔Reading)	45
مزاحیہ نظم۔بیگم پاکستان گئی اے (شمائلہ نورین۔Reading)	46
مسکرانا چاہیے! (ھبہ باقی۔Reading)	47
یہ کتاب بھی پڑھیں۔سیلابِ رحمت (مصنفہ امۃ الباری ناصر صاحبہ)	48
ایک جھلک۔لجنہ اماء اللہ برطانیہ کی مصروفیات	49
کیا آپ نے یہ شمارہ پڑھ لیا ہے؟	58
(☆) اس شمارہ میں استعمال شدہ مشکل الفاظ کے معانی	59

قال اللہ

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجٰهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ؕ أُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُونَ ۝

(سورۃ الحجرات:16)

مومن وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے کبھی شک نہیں کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔یہی وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں۔

(اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

قال الرّسول ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْحَرْبَ وَيُفِيضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتّٰى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔

(صحیح بخاري، کتاب الأنبياء، باب نزول عیسٰی ابن مریم)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے صحیح فیصلہ کرنے والے، عدل سے کام لینے والے ہوں گے، وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، لڑائی کو ختم کریں گے (یعنی اس کا زمانہ مذہبی جنگوں کے خاتمہ کا زمانہ ہو گا)۔ اسی طرح وہ مال بھی لٹائیں گے لیکن کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔ ایسے وقت میں ایک سجدہ دنیاومافیہا سے بہتر ہو گا (یعنی مادیت کے فروغ کا زمانہ ہو گا)۔

(حدیقۃ الصالحین، مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ، صفحہ نمبر 899-900)

کلامُ الاِمام۔ امامُ الکلام

موجودہ زمانہ میں جہاد

ایک اور بات بھی ہے کہ اُس پہلے نمونہ کے دکھانے میں ایک اور امر بھی ملحوظ تھا یعنی اُس وقت اظہار شجاعت بھی مقصود تھا جو اُس وقت کی دنیا میں سب سے زیادہ محمود اور محبوب وصف سمجھی جاتی تھی اور اِس وقت تو حرب ایک فن ہو گیا ہے کہ دور بیٹھے ہوئے بھی ایک آدمی توپ اور بندوق چلا سکتا ہے۔ اُن دنوں میں سچا بہادر وہ تھا جو تلواروں کے سامنے سینہ سپر ہوتا اور آج کل کا فنِ حرب تو بزدلوں کا پردہ پوش ہے۔ اب شجاعت کا کام نہیں بلکہ جو شخص آلات حرب جدید اور نئی توپیں وغیرہ رکھتا اور چلا سکتا ہے وہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ اُس حرب کا مدعا اور مقصد مومنوں کے مخفی مادہ شجاعت کا اظہار تھا اور خدائے تعالیٰ نے جیسا چاہا خوب طرح اُسے دنیا پر ظاہر کیا۔ اب اُس کی حاجت نہیں رہی اس لئے کہ اب جنگ نے فن اور مکیدت اور خدیعت کی صورت اختیار کر لی ہے اور نئے نئے آلات حرب اور پیچ دار فنون نے اُس قیمتی اور قابل فخر جوہر کو خاک میں ملا دیا ہے۔ ابتدائے اسلام میں دفاعی لڑائیوں اور جسمانی جنگوں کی اِس لئے بھی ضرورت پڑتی تھی کہ دعوت اسلام کرنے والے کا جواب اُن دنوں دلائل و براہین سے نہیں بلکہ تلوار سے دیا جاتا تھا۔ اس لئے لاچار جواب الجواب میں تلوار سے کام لینا پڑا لیکن اب تلوار سے جواب نہیں دیا جاتا بلکہ قلم اور دلائل سے اسلام پر نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اِس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ سیف (تلوار) کا کام قلم سے لیا جاوے اور تحریر سے مقابلہ کر کے مخالفوں کو پست کیا جاوے۔ اس لئے اب کسی کو شایاں نہیں کہ قلم کا جواب تلوار سے دینے کی کوشش کرے۔

(ملفوظات۔ جلد اوّل۔ ایڈیشن 2022۔ صفحہ نمبر 50)

[مشکل الفاظ: ”مکیدت“ اور ”خدیعت“ کے معنی صفحہ نمبر 59 پر دیکھیں]

اداریہ

معززقارئین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اپنی ضد، انا اور طاقت کے گھمنڈ میں جکڑی ہوئی یہ دنیا، تیسری عالمی جنگ کے دہانے پر کھڑی ہو کر امن اور سلامتی کی خواہش تو ضرور کرتی ہے مگر اس کو حاصل کرنے کی کوشش بالکل نہیں کرتی۔ اسلام کی پُر امن اور خوبصورت تعلیم پر سفّاک حملے کر کے یہ دنیا نہ صرف خالقِ کائنات کی رحمت اور محبت سے دور جا پڑی ہے بلکہ اس کے غضب سے بھی قریب تر ہوتی جا رہی ہے۔ ایسے حالات میں کیا چیز ہے جو اس دنیا کے ایٹمی جنگ کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے قدم روک لے اور واپس ربِّ کائنات کی محبت کو جذب کرنے کے قابل بنا دے؟ اور یہ حاصل کرنے میں ہم بحیثیت لجنہ اماءاللہ کیا کردار ادا کر سکتی ہیں؟

النصرت کا یہ شمارہ اسلام پر جہاد سے متعلق اعتراضات کا تسلی بخش جواب دیتا ہے اور جہاد بالسیف سے جہاد بالقلم تک کے سفر میں خواتین کے نمایاں کردار کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ شمارہ اس بات کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور آپ کے خلفاء نے ہم پر کس طرح پیار محبت اور دلوں کی صفائی کا جہاد فرض قرار دیا ہے۔

جہاد کی ایک قسم جہاد بالقرآن ہے۔ آج کل کے زمانے میں قرآن پاک سیکھنا اور اس کی پاک اور مکمل تعلیم سے اپنی اور دوسروں کی زندگیوں کو منوّر کرنا جہاد ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور اس کی تعلیم پر عمل کرنا ایک انسان کو باخدا انسان بنا سکتا ہے۔ قرآن پاک کی ہر سورت کی تلاوت مختلف اوقات میں مختلف افادیت رکھتی ہے۔ اس شمارہ سے قرآن پاک کی 114 سورتوں کی تلاوت کی افادیت کا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے اور پہلی سورت، سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کی افادیت بیان کی گئی ہے۔

سلسلہ وار مضمون "فرشتوں سے ملاقات" کے تحت ایک اور ایمان افروز اور خدائی نصرت کا واقعہ بھی اس شمارہ میں شامل کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں واقعات بیان کرنے کا مقصد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے منسلک ہونے کے طفیل اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کے نظارے دیکھنا اور ان سے مستفیض ہونا ہے۔ قارئین اس رسالے کے لیے لکھتی رہیں اور جہاد بالقلم میں حصہ لیتی رہیں۔

آپ کی آراء اور مضامین کی منتظر، آپ کے اپنے پیارے رسالہ النصرت کی مدیرہ
صدیقہ سلطانہ
(لکھنے کا پتہ: secishaat@lajnauk.org)

امامِ وقت کی آواز

اِس وقت زمانے کی ضرورت
کے مطابق حقیقی جہاد جماعت
احمدیہ ہی کر رہی ہے۔

اختتامی خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بر موقع جلسہ سالانہ آسٹریلیا 2013 سے ماخوذ

جلسہ سالانہ آسٹریلیا 2013 کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا۔ جس میں سورۃ النور کی آیات 52 تا 57 کی تلاوت کی گئی۔ حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ان آیات کے حوالے سے اپنے خطاب میں موجودہ زمانہ میں جہاد کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہونے کے لیے یہی دلیل بہت بڑی ہے کہ جماعت احمدیہ کی تعداد اس وقت باقی مسلمان فرقوں کی تعداد سے انتہائی کم ہونے کے باوجود، اسلام کی خوبصورت تعلیم کی تبلیغ جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ اور پھر اس تبلیغ کے ذریعے سے یہ تعداد ہر روز بڑھتی چلی جارہی ہے۔ ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم جہاد نہیں کرتے، اس وقت زمانے کی ضرورت کے مطابق حقیقی جہاد جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے، خلافت کا، ان لوگوں سے، جو عمل صالح کر رہے ہیں اور عمل صالح کا مطلب ہے کہ ایسا عمل جو موقع اور محل کے لحاظ سے ہو۔ اور موقع اور محل کے لحاظ سے اس زمانے میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوگئی ہے تو تلوار کے جہاد کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اور صرف قلمی جہاد ہی ہے جو آج کے وقت کی ضرورت ہے۔ میڈیا کے ذریعے جہاد ہے جو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بار بار اطاعت پر زور دیا ہے اور پھر آخر میں جو آیت ہے اس میں نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ رسول کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کو حاصل کرنے کا ذریعہ بتایا ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ آنے والے مسیح و مہدی کو قبول کر لینا تاکہ تم پر رحم ہو اور ایک لمبے عرصے کے تاریک زمانے کے بعد پھر خلافت کا نظام مسیح موعود اور مہدی موعود علیہ السلام، جو خاتم الخلفاء بھی ہے، کے ذریعے سے شروع ہوا۔ پس اس خاتم الخلفاء نے آکر بتانا تھا کہ حقیقی اطاعت کیا ہے اور حقیقی جہاد کیا ہے اور اس کو کس طرح سے انجام دینا ہے۔“

حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا، ”سنگاپور میں انڈونیشین پڑھا لکھا ایک طبقہ بھی آیا ہوا تھا۔ غیر از جماعت کے پروفیسر تھے، ڈاکٹر تھے، اخباروں کے نمائندے بھی تھے۔ وہاں انہوں نے کہا کہ آپ کے خلاف یہ الزام ہے کہ آپ جہاد کے قائل نہیں ہیں۔ میں نے کہا جہاد کے قائل ہیں۔ جہاد کے خلاف ہم نہیں۔ اس وقت جو جہاد کی ضرورت ہے، اس کی نوعیت بدل گئی ہے۔ اس وقت کوئی حکومت یا کوئی تنظیم اسلام پر بحیثیت مذہب اسلام کے،

بحیثیت مذہب حملہ آور نہیں ہے۔ سیاسی لڑائیاں ہیں اسلام کے نام پر کوئی حملہ نہیں کیا جا رہا۔ اسلام پر حملہ اگر کیا جا رہا ہے تو وہ تلوار کے ذریعہ سے نہیں بلکہ پریس کے ذریعہ سے، میڈیا کے ذریعے سے، تبلیغ کے ذریعہ سے، اور انہی ہتھیاروں کو استعمال کرنے کی آج ہمیں ضرورت ہے تاکہ جو ہتھیار استعمال کیے جا رہے ہیں اسی سے ہم جواب دیں۔ اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس وقت قلم سے تلوار کا کام لو۔ پس یہی ہتھیار ہے آج کل کے جہاد کا۔ جس کے ذریعے سے اسلام نے اس زمانے میں ترقی کرنی ہے۔ ان شاءاللہ۔

یہ آنحضرت ﷺ کی اطاعت کا نتیجہ ہے جو جماعت ہر روز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ لاکھوں لوگ اسلام میں ہر سال شامل ہوتے ہیں۔ نیک فطرت مسلمان بھی حقیقت جان کر اُس حقیقی اسلام میں شامل ہو رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمایا اور جس کی پیش گوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی۔ اور جس پر حقیقی عمل بھی کر کے دکھایا تھا آپ نے۔ اور وہی تعلیم قرآن کریم میں ہے۔ اور دوسرے مسلمان تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود، نہ تبلیغ کے کام کر رہے ہیں نہ ہی کوئی اور اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہاں جہاد جہاد کا شور مچاتے ہیں۔ جہاد قتل و غارت نہیں ہے۔ جہاد اسلام کا پیغام پہنچانا ہے۔ اس کی ایک خوبصورت تعلیم دنیا پر واضح کرنا ہے۔ لیکن مسلمانوں کا اکثریت طبقہ خاموش ہے۔ کہتا تو ہے کہ جہاد ہونا چاہیے، لیکن جہاد کرتا نہیں اور دوسرا طبقہ جہاد کے نام پر ظلم کر کے دنیا کے امن کو برباد کر رہا ہے۔ اور یوں اسلام کو بھی بد نام کر رہا ہے اور دنیا کی نظر میں یہ لوگ حقیر سے حقیر تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کیونکہ جو حرکتیں یہ کرتے ہیں اس کے بارے میں اس کے بعد نہ ان کو کوئی کامیابی حاصل ہوتی ہے نہ ان کی کوئی پذیرائی ہوتی ہے کہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ کا وقار دنیا میں بلند سے بلند تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اصل میں تو یہ جماعت احمدیہ کا وقار نہیں، بلکہ اسلام کا پیغام ہے جو دنیا میں پہنچ رہا ہے اور اسلام کی تعلیم دنیا میں روشن تر ہو کے ظاہر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

قرآن کریم کی اشاعت اور تراجم مختلف زبانوں میں جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ لٹریچر، اسلام کے حق میں شائع ہو رہا ہے اور مخالفین کے جواب دیے جا رہے ہیں۔ تو آج یہ جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ ایک بہت بڑا ذریعہ ہماری تبلیغ کا ایم۔ ٹی۔ اے کے ذریعہ سے ہے۔ جو 24 گھنٹے مختلف زبانوں میں اسلام اور احمدیت کا حقیقی پیغام پہنچا رہا ہے۔ اور دنیا اس سے متاثر بھی ہو رہی ہے۔ خود مسلمانوں کو ایم۔ ٹی۔ اے کے ذریعہ سے حقیقی اسلام کی تعلیم کا پتہ چل رہا ہے اور اکثریت ہونے کے باوجود، ان کے سر جھکے ہوئے ہیں۔ کیونکہ کوئی بھی اعتراض جو اسلام پر ہو، وہ اس کا جواب دینے کے قابل نہیں۔ لیکن اب جب سے ان لوگوں نے، جن تک ایم ٹی اے کی رسائی ہے، تو انہوں نے یہ لکھنا شروع کر دیا ہے کہ ہم اپنے سر اونچے کر کے چلنا شروع ہو گئے ہیں۔"

Selected portion of the Khitab is typed from www.alislam.org/video/jalsa-salana-australia-2013-concluding-session/

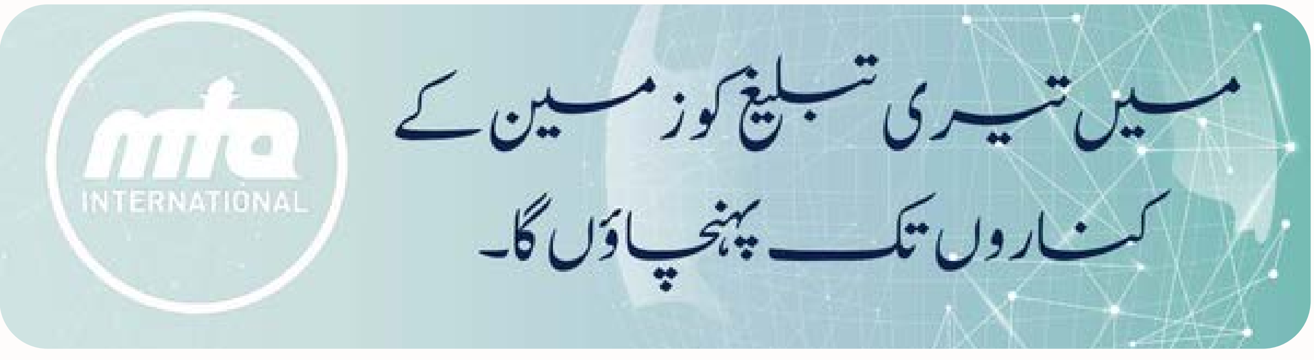

خلفائے احمدیت اور جہاد

حضرت مولوی حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مولوی حکیم نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"انفاق فی سبیلِ اللہ بہت سے ثمرات (☆) رکھتا ہے اور ہر زمانے میں انفاق کا ایک رنگ ہوتا ہے۔ یہ زمانہ فوجی تیاریوں پر خرچ کرنے کا نہیں بلکہ قلمی جہاد کا ہے۔ پس اسی میں مدد کرنا ہر مومن پر فرض ہے۔ اگر تم یہ خرچ نہ کروگے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے تئیں ہلاک کر لوگے کیونکہ جب دشمن کا مقابلہ نہ کیا گیا تو اس کا نتیجہ سوا اپنی بربادی اور گمنامی کے اور کچھ نہیں۔"

(حقائق الفرقان، جلد 1، صفحہ نمبر 329)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"یہ بات کہ ہم جہاد کے منکر ہیں، بالکل جھوٹ ہے۔۔۔۔جب قرآن کریم کے بیسیوں مقامات پر جہاد کی تعلیم دی گئی ہے تو بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے اور قرآن کریم کے شیدائی ہونے کے ہم جہاد کے منکر کس طرح ہو سکتے ہیں؟ ہاں ہم ایک بات کے سخت مخالف ہیں اور وہ یہ ہے کہ اسلام کے نام پر خونریزی اور فساد اور غداری اور ڈاکہ زنی اور غارت گری کی جائے کیونکہ اس سے اسلام کے خوشنما چہرے پر نہایت بدنما داغ لگ جاتا ہے۔۔۔۔۔غرض ہم جہاد کے منکر نہیں ہیں بلکہ اس بات کے مخالف ہیں کہ کوئی شخص ظلم اور تعدی کا نام جہاد رکھ دے۔"

(دعوۃ الامیر، ایڈیشن 2017، صفحہ نمبر 58 تا 59)

حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ:

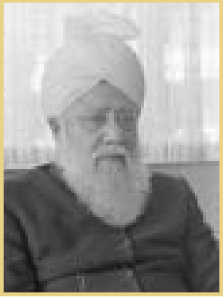

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ

"میں ہر گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر اور ہر گھرانہ کو مخاطب کر کے بدرسوم کے خلاف اعلان جہاد کرتا ہوں اور جو احمدی گھرانہ بھی آج کے بعد ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرے گا اور ہماری اصلاحی کوششوں کے باوجود اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہو گا، وہ یہ یاد رکھے کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی جماعت کو اس کی کچھ پروا نہیں ہے۔"

(خطبات ناصر، جلد اول، صفحہ نمبر 762)

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ:

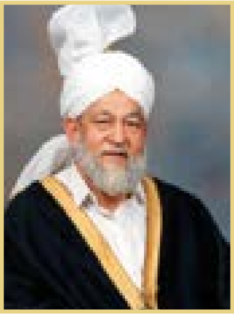

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ

"پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف جہاد کا وہ تصور منسوخ فرمایا ہے جو علماء نے اپنی طرف سے گھڑ لیا تھا۔ جب تک شرائطِ جہاد پوری نہ ہوں اس وقت تک جہاد کرنا منع ہے۔ اور وہ بھی جہاد کا صرف ایک حصہ ہے جو شرط پوری نہ ہونے کی وجہ سے منع ہے۔ جہاں تک جہاد کے وسیع تر مضمون کا تعلق ہے جہاد فی ذاتہ تو کبھی منسوخ ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ ہر حال میں لازماً ہمیشہ جاری رہے گا اور اس کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور ایسی ہو گی جسے مومن سرانجام دے سکتا ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے، مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔"

(خطباتِ طاہر، جلد 4، صفحہ نمبر 131)

اشاعتِ دین بزورِ شمشیر حرام ہے

(درثمین۔ صفحہ نمبر 67 تا 70)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

کیوں بھولتے ہو تم یَضَعُ الحَرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

فرما چکا ہے سیدِ کونین مصطفٰےؐ
عیسٰی مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا

جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا
جنگوں کے سِلسلے کو وہ یکسر مٹائے گا

یعنی وہ وقت امن کا ہو گا نہ جنگ کا
بُھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

یہ حکم سُن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا

القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں
کردے گا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں

اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی

اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے
کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے

لوگوں کو یہ بتائے کہ وقتِ مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

ہم اپنا فرض دوستو! اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خُدا

[مشکل الفاظ: ”ہزیمت اُٹھائے گا“ اور ”قبیح“ کے معنی: صفحہ نمبر 59 پر دیکھیں]

کیا اسلام تلوار کے ذریعے پھیلا؟
اسلام امن و آشتی کا مذہب

(ریحانہ صدیقہ بھٹی۔Newcastle)

ہمارے معاشرے کو مذہبی انتہا پسندوں نے تباہی کے کنارے پر لا کھڑا کیا ہے۔ان میں سے ایک طبقہ ایسا ہے جو خود کو لبرل یا آزاد خیال کہلوانا پسند کرتا ہے۔ جبکہ دوسرا متشدد طبقہ مذہب کی غلط تشریح کر کے معاشرے کا امن وسکون برباد کرنے کا سبب بن رہا ہے۔ آزاد خیال طبقہ نے مذہبی شدت پسندوں کی جوابی کارروائی کے طور پر جہاں مذہبی اقلیتوں کے حق میں آواز اٹھائی، وہاں مذاہب کے بانی انبیاء کی کردار کشی کرنا بھی اپنا حق سمجھ لیا۔ جس کی وجہ سے یہ معاشرے میں بے چینی پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔سادہ لفظوں میں یہ دونوں گروہ ہی دو انتہاؤں کا شکار ہیں۔

ایک جھوٹا اور بے بنیاد اعتراض جو اسلام پر کیا جاتا ہے اور جسے معاشرے میں موجود ان دو انتہائی طبقوں نے پھر سے تازہ کیا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعے پھیلا۔ اگرچہ اس کا ہر پہلو سے جواب بھی دیا جاتا ہے لیکن چونکہ کتاب پڑھنا اور منصفانہ اور غیر جانبدارانہ تحقیق کا رواج تقریباً ختم ہو گیا ہے، اس لیے لوگ سنی سنائی باتوں کو دہراتے رہتے ہیں۔ پھر موجودہ حالات میں بہت سی جہادی تنظیمیں اسلام کا نام استعمال کر کے دہشت گردی کی مرتکب ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے بھی اس خیال کو تقویت ملتی ہے۔مزید ستم ظریفی یہ کہ بعض نام نہاد مسلمان علماء جو خود شدت پسندی کا رجحان رکھتے ہیں ، وہ خود بھی اس کا پرچار کرتے رہے ہیں۔جیسا کہ ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اپنی کتاب "الجہاد فی الاسلام" میں لکھتے ہیں:

"۔۔۔یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ 13 برس تک عرب کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔۔۔ لیکن جب وعظ و تلقین کی ناکامی کے بعد داعی اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی۔۔۔ تو دلوں سے رفتہ رفتہ بدی و شرارت کا زنگ چھوٹنے لگا۔۔۔ روحوں کی کثافتیں دور ہو گئیں۔۔۔۔ایک صدی کے اندر چوتھائی دنیا مسلمان ہو گئی تو اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ اسلام کی تلوار نے ان پردوں کو چاک کر دیا جو دلوں پر پڑے ہوئے تھے۔“

(کتاب الجہاد فی الاسلام صفحہ نمبر 166-168، باب چہارم ،ادارہ ترجمان القرآن لمیٹڈ اردو بازار لاہور)

جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ اسلام ایک پرامن مذہب ہے اور اِس نے ہمیشہ اخوت اور بھائی چارے کا درس دیا ہے اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو بھی صلح کی دعوت دی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ

(سورۃ آل عمران:65)

یعنی تو کہہ دے اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔

(اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

یہ وہ آفاقی تعلیم ہے جو اسلام کو ایک عالمگیر مذہب بناتی ہے اور تمام

مذاہبِ عالم کو ایک خدا کے نام پر ایک ہی معاشرے میں پر امن طریق سے رہنے کا لائحہ عمل دیتی ہے۔ معاشرے میں دوسرے کے عقائد کو برداشت کرنے کی تعلیم اسلام نے اُس دور میں دی جب لوگ اپنی ہی بیٹیوں کو قتل کر دیا کرتے تھے۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ

(سورۃ الحج:40)

ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیے گئے۔ اور یقیناً اللہ اُن کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔
(اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا:

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ

(سورۃ البقرۃ:191)

اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔
(اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

اس اجازت کے ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ اس کے ذریعے کسی کے مذہب کو جبراً تبدیل نہیں کرنا یعنی یہاں دفاعی قتال کی اجازت دی جا رہی تھی اور کہیں بھی اس کو اسلام کے پھیلانے کا ذریعہ قرار نہیں دیا۔ چنانچہ فرمایا:

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ

(سورۃ البقرۃ:257)

پھر اس کے ساتھ مقصد بھی بیان فرمادیا:

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ

(سورۃ البقرۃ:194)

اور ان سے قتال کرتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین (اختیار کرنا) اللہ کی خاطر ہو جائے۔
(اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

ان آیات سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کو قتال کی اجازت تو دی گئی کیونکہ ان پر ظلم ہوا اور قتال مسلط کیا گیا، لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ قتال کے ذریعہ لوگوں کا دین تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی، بلکہ یہ فرمایا کہ قتال کرو یہاں تک کہ دین کا اختیار کرنا محض خدا کی خاطر ہو جائے اور کسی کو کوئی بھی دین اختیار کرنے میں کسی قسم کا خطرہ نہ رہے اور یہاں پر خدا تعالیٰ نے اسلام کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ مذہب کے نام پر ہونے والے تشدد کی روک تھام کا ذکر فرمایا ہے۔

معترضین کو یہ بات تو دکھائی دیتی ہے کہ قرآن نے قتال کی اجازت دی ہے لیکن اس بات سے نظریں چرا لیتے ہیں کہ کن حالات میں یہ اجازت دی گئی۔ آنحضور ﷺ کی مکی زندگی میں قریش نے انتہائی مظالم مسلمانوں پر کیے، خدائے واحد کی عبادت سے مسلمانوں کو جبراً روکا، انہیں نہایت بے دردانہ طور پر مارا پیٹا جاتا، بعض کو بے دردی سے قتل کیا گیا، انہیں بائیکاٹ کر کے ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی، یہاں تک کہ ان مظالم سے تنگ آکر بہت سے مسلمان مکہ سے حبشہ ہجرت کر گئے لیکن ان کفارِ مکہ نے وہاں بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور واپس لانے کی تدابیر کیں۔ واپس لانے میں ناکامی کا سامنا ہوا تو غیض (☆) وغضب مزید بڑھ گیا۔ آنحضور ﷺ کے خلاف قتل کا منصوبہ بنایا، جس میں ناکام ہوئے، پھر پیچھا کیا، لیکن خدا کی تائید و نصرت آنحضور ﷺ کے ساتھ تھی اور کفارِ مکہ غارِ ثور کے منہ تک پہنچ کر بھی ناکام لوٹے۔ ان تمام مظالم کا کسی بھی دوسری قوم کو سامنا ہوتا تو وہ اس سے بہت پہلے اعلانِ جنگ کر چکی ہوتی۔

پھر ان سب حالات و واقعات کے بعد، جب آنحضور ﷺ مکہ سے ہجرت فرما گئے تو قریش کو مدینہ پر حملہ کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی؟ جب ظالموں نے مدینہ میں بھی سکون سے نہ رہنے دیا تو پھر خدا نے محض اپنے دفاع کے لیے تلوار اٹھانے کی اجازت دی۔ اس پر بھی یہ کہنا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا، یہ محض حقائق سے مجرمانہ غفلت کے سوا اور کچھ نہیں۔ وہ تین سو تیرہ افراد جن کے پاس نہ مناسب تلواریں تھیں، نہ ڈھالیں، جو محض خدا کے فرمان پر ایک مسلح لشکر کے سامنے کھڑے تھے، تعصب کے بغیر ظاہری نظر سے دیکھا جائے تو ہم آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ خودکشی کے سوا کچھ نہیں تھا لیکن یہ کہنا کہ یہ لوگ تلوار کے ذریعے اسلام پھیلانے کے لیے کھڑے تھے ایک نہایت ہی احمقانہ تبصرہ کے سوا کچھ نہیں۔ قتال کی جن حالات میں فرضیت ہوئی ان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ

(سورۃ البقرۃ:217)

تم پر قتال فرض کر دیا گیا ہے جبکہ وہ تمہیں ناپسند تھا۔

(اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جن حالات میں قتال فرض کیا گیا وہ مسلمانوں کا انتہائی تنگی کا زمانہ تھا۔ دشمن کے مقابلے کے لیے جن وسائل کی ضرورت ہوتی ہے وہ تقریباً نہ ہونے کے برابر تھے۔ اس پر یہ خیال کر لینا کہ قتال کی اجازت ملنے پر مسلمانوں نے گویا خوشی کے شادیانے

بجائے ہوں گے بالکل غلط اور بعید از حقائق ہے۔ اور پھر یہ تمام جنگیں جوابی کارروائیاں تھیں نہ کہ مکہ پر حملہ۔ کیونکہ ہر بار کفارِ مکہ حملہ کرنے کے لیے مدینہ کی طرف آئے۔ بدر میں انھوں نے تین سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا جبکہ مسلمانوں نے اس سے آدھا فاصلہ بھی طے نہیں کیا اور اُحد کا میدان تو مدینہ سے صرف دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ جبکہ جنگِ خندق تو مدینہ کے اندر رہ کر ہی لڑی گئی۔

اسلام کی اشاعت امن کے دنوں میں ہوئی یا ایامِ جنگ میں؟

غزوہ بدر دو ہجری میں ہوا جس میں تین سو افراد شامل ہوئے، غزوہ احد میں سات سو اور غزوہ خندق جو پانچ ہجری میں ہوا اس میں تین ہزار مسلمان شامل ہوئے (یہ تعداد اس لیے بھی زیادہ ہے کیونکہ یہ غزوہ مدینہ کے اندر رہ کر ہوا)۔ اس کے اگلے سال صلح حدیبیہ ہوئی جس میں ڈیڑھ ہزار افراد شامل ہوئے۔ اس کے بعد قریباً پونے دو سال امن کے آتے ہیں جس میں اسلام اس تیزی سے پھیلا کہ فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار مسلمان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اس سے بھی یہ الزام غلط ثابت ہوتا ہے کیونکہ جس تیزی کے ساتھ اسلام ان امن کے پونے دو سالوں میں پھیلا اس کی نظیر ماضی میں نہیں ملتی۔

پھر جب معترضین اسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ تلوار کے ذریعے پھیلا تو انہیں چاہیے کہ اس کے ثبوت کے طور پر ایک فہرست بھی ایسے ناموں کی پیش کریں کہ جن لوگوں کو زبردستی تلوار کے ذریعے مسلمان بنایا گیا ہو۔ بلکہ اس کے برعکس ایک بہت ہی مشہور واقعہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہم تاریخ میں سے پیش کر سکتے ہیں کہ جب انہوں نے ایک شخص پر لڑائی میں غلبہ پالیا اور اس کو قتل کرنے لگے تو اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا لیکن حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر بھی اسے مار دیا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صحابہ کرام کو یہ ہدایت ہوتی کہ لوگوں کو تلوار سے ڈرا کر مسلمان بناؤ تو پھر حضرت اسامہ کو چاہیے تھا کہ اس کو معاف کر دیتے لیکن ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایسی کوئی ہدایت مسلمانوں کو نہیں تھی۔

(صحیح مسلم، جلد اول، کتاب الایمان، صفحہ نمبر 88)

اگر اسلام مذہب کی جبری اشاعت کی تعلیم دیتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ جبر کا ایسا کوئی بھی واقعہ فتح مکہ کے وقت دکھائی نہیں دیتا جبکہ لوگوں کو زبردستی مسلمان بنانے کا اس سے اچھا موقع نہیں مل سکتا تھا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دشمنوں نے تلوار کے ذریعے خدا کا پیغام روکنے کی کوشش کی اور خدا نے انھیں دفاع میں تلوار اٹھانے کی اجازت دی۔ آج اسلام کے مخالفین قلم کے ذریعے اسلام پر حملے کر رہے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے خلاف میڈیا کا استعمال کر رہے ہیں اس لیے امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے مخالفین کے ساتھ قلمی جہاد کیا اور آج جماعت احمدیہ بھی اس کی تقلید میں قلمی جہاد میں مصروف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہاں پادریوں کے فتنے بہت بڑھ گئے ہیں اور ان کی مذہبی گورنمنٹ بہت شور ڈال رہی ہے مگر ان کے فتنے تلوار کے نہیں ہیں قلم کے فتنے ہیں سو اَے مسلمانو! تم بھی قلم سے اُن کا مقابلہ کرو اور حد سے مت بڑھو۔ خدا تعالیٰ کا منشا قرآن کریم میں صاف پایا جاتا ہے کہ قلم کے مقابل پر قلم ہے اور تلوار کے مقابل پر تلوار۔"

(روحانی خزائن، جلد نمبر 8، سر الخلافہ، صفحہ نمبر 403)

اسی طرح ایک اور جگہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وہ لوگ ظالم اور ناسمجھ اور بیوقوف ہیں جو ایسا خیال کرتے ہیں کہ مسیح موعود اور مہدی موعود تلوار لے کر آئے گا۔ نبوت کے نوشتے پکار پکار کر کہتے ہیں کہ اس زمانے میں تلواروں سے نہیں بلکہ آسمانی نشانوں سے دلوں کو فتح کیا جائے گا اور پہلے بھی تلوار اٹھانا خدا کا مقصد نہ تھا بلکہ جنہوں نے تلواریں اٹھائیں وہ تلواروں سے ہی مارے گئے۔ غرض یہ آسمانی نشانوں کا زمانہ ہے خونریزیوں کا زمانہ نہیں۔"

(روحانی خزائن جلد 12، سراج منیر، صفحہ نمبر: 84)

آج کے دور میں بعض جہادی تنظیمیں جہاد کا نام لے کر اسلامی تعلیمات کی غلط تشریح کرتی ہیں لیکن کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ انھوں نے تلوار کے ذریعے کتنے ممالک مسلمان بنائے؟ اس کے برعکس ان کے اس تشدد پسند رویّے نے بہت سے شریف الطبع مسلمانوں کو اسلام اور مسلمان علماء سے بدظن کر دیا۔ سچ یہی ہے کہ تلوار نہ ماضی میں کبھی اسلام پھیلانے کا ذریعہ بنی تھی اور نہ ہی آج کے دور میں بن سکے گی۔

جہاد کی اقسام

جہاد کی اقسام

(شاہدہ رشید۔Baitul Futuh East)

جہاد کا لفظ بظاہر تو چار حروف کا ایک مجموعہ ہے مگر اپنے مطلب اور معنی کے لحاظ سے یہ ایک بہت وسیع مضمون ہے۔ میں پوری کوشش کروں گی کہ بہت ہی آسان اور سادہ الفاظ میں اس مضمون کو اپنی بہنوں کے سامنے پیش کروں۔ تاکہ بہنیں اس مضمون کو بار بار پڑھیں اور سمجھیں کہ کس طرح ہم اپنی روزمرّہ کی زندگی میں رہتے ہوئے جہاد جتنا ثواب حاصل کر سکتی ہیں۔

سب سے پہلے "جہاد" کے کیا معنی ہیں اِس پر کچھ روشنی ڈالوں گی تاکہ آگے چل کر اِس مضمون کو سمجھنا سب پڑھنے والوں کے لیے بہت آسان ہو جائے۔ "جہاد" کے معنی ہیں مشقت کرنا، برداشت کرنا اور کسی کام کے کرنے میں پوری طرح کوشش کرنا اور اپنی کوشش میں کسی قسم کی کمی نہ کرنا۔

قران اور حدیث کی رو سے "جہاد" کی چار بڑی اقسام کا ہمیں پتہ چلتا ہے۔

1) نفس اور شیطان کے خلاف جہاد

اللہ تعالیٰ قران کریم میں فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

(سورۃ العنکبوت:70)

ترجمہ۔ اور وہ (لوگ) جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم ان کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے۔

(اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

ہمارے پیارے رسول آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے "جہاد" کی اِس قسم یعنی "نفس اور شیطان کے خلاف جہاد" کو جہادِ اکبر کا نام دیا ہے۔ یعنی ایک بندے کا اپنی تمام خواہشات کے خلاف جہاد کرنا سب سے بڑا جہاد ہے۔ ہم سب بہنوں کا فرض ہے کہ جہاد کی اِس قسم میں خود بھی بڑھ چڑھ کر شامل ہوں اور اپنے بچوں کو بھی اس جہاد کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔" نفس اور شیطان کے خلاف جہاد" کے بہت طریقے ہیں یعنی تمام دنیاوی کاموں کو چھوڑ کر اپنی نمازوں کی طرف توجہ دیں اور شیطان کو ہرگز حائل نہ ہونے دیں۔ اِسی طرح اپنی تمام خواہشات اور ضروریات کو چھوڑ کر ضرورت مند لوگوں کی مدد کرنا اور اپنے وقت کا کچھ حصّہ اُن لوگوں کی دلجوئی اور ہمدردی میں صَرف کرنا بھی جہاد کی اِسی قسم کے زُمرہ میں آتا ہے۔

2)جہاد بالقرآن

اِس جہاد سے مراد یہ ہے کہ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دُوسروں کی اصلاح کی طرف بھی بھرپور توجہ ہونا۔اور توحید کے قیام کے لیے بھرپور کوشش کرنا۔ قرآن کی تعلیم کو دوسروں میں زیادہ سے زیادہ پھیلانا اور قرآنی تعلیمات پر خود بھی عمل کرنا اور دُوسروں کو عمل کرنے کی طرف توجہ دلاتے رہنا۔ قرآن کریم کی سُورۃ الفرقان، آیت نمبر 53 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
(ترجمہ) پس تُو کافروں کی بات نہ مان اور اِس (قرآن) کے ذریعہ سے اُن سے بڑا جہاد کر۔

جہاد بالقرآن کے بارہ میں ایک حدیث ہے کہ

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

ترجمہ: تم میں سے وہ شخص سب سے بہتر ہے جو قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور دُوسروں کو قرآن کی تعلیم دیتا ہے۔
(منتخب احادیث،ایڈیشن2016،صفحہ نمبر15)

اس جہاد میں گھر بیٹھے حصہ لینے کے لیے "انٹرنیشنل تعلیم القران اکیڈمی" (ITQA) سے خود بھی وابستہ ہوں اور اپنے بچوں کو بھی اِس میں شامل کریں۔ یہ خلیفہ وقت کی دُعاؤں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں سے برطانیہ سے جاری ہے۔ اس سے بھرپور استفادہ حاصل کریں۔

3)جہاد بالمال

جہاد کی تیسری قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دین کی اشاعت کے لیے اپنے مال خرچ کرو۔اِس جہاد کا حکم قرآن کریم میں اس طرح آیا ہے کہ

وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
(سورۃالتوبہ:41)

ترجمہ:اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو۔
(اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

جہاد کی اِس قسم میں حصّہ لینے کے لیے میں اپنی بہنوں سے یہ التجا کروں گی کہ ہمیں اپنی تمام ناجائز قسم کی خواہشات کو رَد کر کے مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ضرورت ہے اور اپنے بچوں اور اپنے اِرد گرد رہنے والے سب لوگوں کو اس کی تلقین کرتے رہنا ہمارا فرض ہے۔

4)جہاد بالسیف

جہاد کی چوتھی قسم دفاعی جنگ یا جہاد بالسیف ہے۔ یعنی جب دشمن دین کو تباہ و برباد کرنے کے لیے دین پر حملہ کرے تو اُس وقت دفاعی جنگ کرنے کو جہاد بالسیف کہتے ہیں۔ اور ہمارے پیارے نبی آنحضور ﷺ نے اِس جہاد کو "جہادِ اصغر" قرار دیا ہے جس کا مطلب "سب سے چھوٹا جہاد" ہے۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں وقت اور ضرورت کی لحاظ سے ہر طرح کے جہاد میں حصہ لینے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

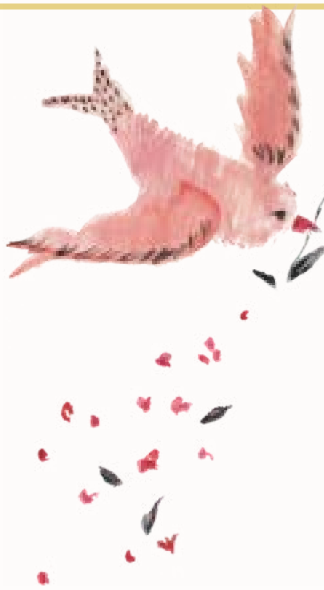

قرونِ اولیٰ کی خواتین کا جہاد

(سمیرا کشور۔Cardiff)

آج اگر تاریخ اسلام کے اوراق پلٹ کر دیکھا جائے تو جہاں آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے غزوات اور جنگوں میں جہاد کے اعلیٰ نمونے دکھائے وہاں خواتین بھی کسی لحاظ سے پیچھے نہ رہیں۔ گو خواتین کے بارے میں زیادہ تفصیلات موجود نہیں ہیں لیکن پھر بھی بہت سی مثالیں تاریخ سے ثابت ہیں۔

جب آنحضرت ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو اس سے قبل ہی اللہ تعالیٰ حضرت خدیجہؓ جیسی معتبر (☆) خاتون کو آپ ﷺ کی ساتھی بنا چکا تھا۔ دعویٰ نبوت کے بعد جب آنحضرت ﷺ پر کڑا وقت آیا اور آپؐ کے اپنے ہی خاندان والے آپؐ کے دُشمن ہوگئے تو حضرت خدیجہؓ ہی آپؐ کا سہارا بنیں۔ ہر قدم پر آپ ﷺ کا ساتھ دیا اور بغیر کسی تردّد کے اپنے شوہر کی ہر بات مانی اور پوری طرح ہر مشکل میں اُن کے ساتھ کھڑی رہیں۔

حضرت خدیجہؓ نے بظاہر کسی غزوہ میں حصہ تو نہیں لیا لیکن وہ سب مصائب برداشت کیے جو مکہّ والے مسلمانوں پر روا رکھتے۔ اور جن کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہادِ اصغر فرض فرمایا۔ آپؓ نے بغیر کوئی معجزہ مانگے، آپؐ کی نبوت کی صداقت کی تصدیق فرمائی اور نہ صرف پہلی مسلمان عورت ہونے کا اعزاز پایا بلکہ پہلی داعی الی اللہ بھی بنیں۔ آپؓ نے نہ صرف اپنے عیش و عشرت کو داؤ پہ لگایا بلکہ اپنا سارا مال و دولت آنحضرت ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا کہ جہاں مرضی اُس کو خرچ کریں۔

(ماخوذ از کتاب دعوت الی اللہ اور ہجرت حبشہ، صفحہ نمبر 5 تا 8)

پھر اسلام کے ابتدائی دنوں میں جو لوگ آنحضرت ﷺ کے نئے دین اور خدائے واحد پر ایمان لائے اُن کی قربانیاں بھی کسی جہاد سے کم نہ تھیں۔ اُن لوگوں میں حضرت عمارؓ کے ساتھ ساتھ اُن کے بوڑھے والدین بھی شامل تھے۔ اُن کی والدہ کا نام حضرت سُمیّہؓ تھا۔ اس خاندان پر کفار نے اتنے مظالم ڈھائے کہ خدا کی پناہ۔ اُن کو پہلے دھوپ میں کھڑا کرتے، پھر ریت پر لٹا کر مار مار کر اَدھ موا کر دیتے۔ مگر اُن کا ایمان ٹس سے مس نہ ہوا۔ آپؐ سے ان کا یہ دُکھ دیکھا نہ جاتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: "آلِ یاسر! صبر کرو۔ میں تم سے جنت کا وعدہ کرتا ہوں۔" کفّار کا ظلم اس قدر بڑھا کہ انہوں نے مار مار کر اس خاندان کی جان لے لی اور یوں حضرت سمیہؓ پہلی مسلمان شہید عورت کا اعزاز پا گئیں۔

(ماخوذ از کتاب دعوت الی اللہ اور ہجرت حبشہ، صفحہ نمبر 18)

کفارِ مکہّ کے مظالم دعویٰ نبوت کے بعد بڑھتے ہی جا رہے تھے اور انتہا پر پہنچ گئے۔ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں اور بچوں نے بھی مظالم برداشت کیے۔ فاقے کاٹے، گھروں سے بے گھر ہوئے۔ غرض وہ کون سی جہاد کی قسم تھی جس میں انہوں نے حصہ نہیں لیا۔ حضرت زنیرہؓ ایک لونڈی تھیں اُن کو ابو جہل نے اتنا مارا کہ اُن کی آنکھیں ضائع ہو گئیں۔

(ماخوذ از کتاب دعوت الی اللہ اور ہجرت حبشہ، صفحہ نمبر 36)

نبوت کے پانچویں سال میں جب کفار کے مظالم کو دیکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کی ہدایت فرمائی تو مردوں کے ساتھ ساتھ چار خواتین بھی اس ہجرت میں شامل ہوئیں، جن میں حضرت اُم سلمہؓ اور آنحضرت ﷺ کی بیٹی حضرت رُقیہؓ کے نام نمایاں ہیں۔

(ماخوذ از کتاب دعوت الی اللہ اور ہجرت حبشہ، صفحہ نمبر 29)

قرونِ اولی کی خواتین میں سے حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ نے جس طرح اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر آنحضرتؐ اور اپنے والد حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ہجرت مدینہ کی ساری تیاری کی وہ کسی جہاد سے کم نہیں۔ انہوں نے نہ صرف اس بات کو یقینی بنایا کہ اُن دونوں کی ہجرت کا راز اُس وقت تک راز ہی رہے جب تک کہ وہ دونوں خیر و عافیت سے مدینہ نہ پہنچ جائیں بلکہ ساتھ ساتھ اپنے دادا کو بھی تسلی دیتی رہیں۔ پھر بعد میں وہ خود بھی ہجرت کر کے مدینہ چلی گئیں اور وہاں جا کر جنگوں میں بھی شریک ہوئیں۔

(ماخوذ از کتاب حضرت اسماءؓ، صفحہ نمبر 2 تا 6)

جب جہاد اس طرح سے فرض ہوا کہ ظالموں کے ظلم کا جواب دیا جائے تو خواتین نے بھی آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ ہم بھی آپؐ کے ساتھ غزوات میں جائیں گی۔ اجازت ملنے پر وہ مسلمان لشکروں کے ساتھ میدان جنگ میں جاتیں۔ جنگ کے دوران زخمیوں کو پانی پلاتیں اُن کے زخم صاف کر کے مرہم پٹی کرتیں اور اُن کے جسموں سے تیر نکالتیں۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب اُحد کی جنگ ہوئی تو لوگ شکست کھا کر حضرت رسول کریم ﷺ سے جدا ہو گئے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے میں نے عائشہ بنت ابی بکرؓ اور حضرت اُمّ سُلیمؓ کو (اپنی آنکھوں سے) دیکھا کہ اُن دونوں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھایا ہوا تھا۔ اُن کی پازیبیں مجھے نظر آ رہی تھیں وہ مشکیں بھر بھر کر دے رہی تھیں۔ پھر وہ لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں۔ پھر اُن کو بھرتیں اور پھر آتی تھیں اور لوگوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں۔

(صحیح البخاری، جلد 5، کتاب الجھاد والسیر صفحہ نمبر 240، حدیث نمبر 2880)

حضرت اُمِّ عمارہؓ کا نام باقاعدہ جنگوں میں حصّہ لینے والی خواتین میں سب سے نمایاں ہے۔ غزوہ اُحد کے موقع پر جنگ کا پانسا پلٹا تو حضرت اُمِّ عمارہؓ اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے لیے سینہ سپر ہو گئیں اور مردانہ وار لڑیں۔ اس معرکہ میں حضرت اُمِّ عمارہؓ کو 12 زخم لگے۔ ان کے زخموں سے تیزی سے خون بہہ رہا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے سامنے اُن کے زخموں پر مرہم پٹی کروائی اور کئی بہادر صحابہ کا نام لے کر فرمایا! واللہ!

"آج اُمِّ عمارہؓ نے ان سب سے بڑھ کر بہادری دکھائی"

حضرت اُمِّ عمارہؓ نے عرض کیا: "یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ میرے لیے دُعا فرمایئے کہ جنت میں بھی آپ ﷺ کی معیت نصیب ہو۔ آنحضرت ﷺ نے نہایت توجہ سے اِن کے لیے دُعا مانگی اور بلند آواز سے فرمایا:۔

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھُمْ رُفَقَائِی فِی الْجَنَّۃِ"

ترجمہ: اے اللہ انہیں جنت میں میرا رفیق بنادے"

یہ سُن کر حضرت اُمِّ عمارہؓ کو بڑی مسرت ہوئی اور اُن کی زبان پر بے اختیار یہ الفاظ جاری ہو گئے۔

"مَا اُبَالِی مَا اَصَابَنِی مِنَ الدُّنیا"

ترجمہ: اب مجھے دنیا میں کسی مصیبت کی پروا نہیں"

جنگ کے بعد آنحضرت ﷺ اُس وقت تک گھر تشریف نہ لے گئے جب تک آپؐ نے حضرت عبداللہ بن کعب مازنیؓ کو بھیج کر حضرت اُمِّ عمارہؓ کی خیریت دریافت نہ کرلی۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اُحد کے دن میں دائیں بائیں جدھر نظر ڈالتا تھا اُمِّ عمارہؓ ہی اُمِّ عمارہؓ لڑتی نظر آتی تھیں۔

آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد جب جھوٹے مدعی مسیلمہ کذاب نے حضرت اُمِّ عمارہؓ کے بیٹے کو شہید کر دیا تھا۔ اُس وقت حضرت اُمِّ عمارہؓ نے قسم کھائی تھی کہ وہ اپنے بیٹے کا بدلہ ضرور لیں گی۔ اسی غرض سے اُنہوں نے جنگ یمامہ میں حصّہ لیا۔ جنگ یمامہ میں مسلمانوں کے کافی نقصان کے بعد جب لڑائی کا رُخ پلٹنا شروع ہوا تو مسیلمہ نے اپنے مریدوں سے کہا کہ اپنا ننگ وناموس بچانا ہے تو بچالو۔ یہ سُن کر حضرت اُمِّ عمارہؓ نے اسے تاک لیا اور زخم پر زخم کھاتی اور اپنی برچھی سے راستہ بناتی ہوئی اُس کی طرف بڑھیں۔ اس کوشش میں اُنہیں گیارہ زخم آئے اور ہاتھ بھی کلائی سے کٹ گیا۔ مسیلمہ کے قریب پہنچ کر اپنی برچھی سے اُس پر حملہ کیا وہ اُسے قتل کرنا چاہتی تھیں کہ دو ہتھیار مسیلمہ پر ایک ساتھ پڑے اور وہ کٹ کر گھوڑے سے نیچے جا پڑا۔ حضرت اُمِّ عمارہؓ نے جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو اپنے پہلو میں اپنے فرزند عبداللہ کو کھڑے پایا اور قریب ہی وحشی کھڑے تھے۔ وحشی نے اُس پر اپنا حربہ پھینکا تھا اور عبداللہ نے بھی اسی وقت اُس پر تلوار کا وار کیا تھا اور اُس کا کام تمام کر دیا۔

(ماخوذ از کتاب حضرت اُمِّ عمارہؓ، صفحہ نمبر 11 تا 17)

حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا نام بھی کافی نمایاں ہے۔ یہ وہ خوش قسمت خاتون تھیں جنہیں حضرت رسول کریم ﷺ نے اُن کی زندگی میں جنت کی خوش خبری دی۔ رسولِ کریم ﷺ نے اپنی ایک رؤیا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے جنت میں کسی کے قدموں کی آہٹ سُنی تو مجھے بتایا گیا کہ یہ غمیصاء بنت ملحان اُمِّ سُلیمؓ ہیں۔

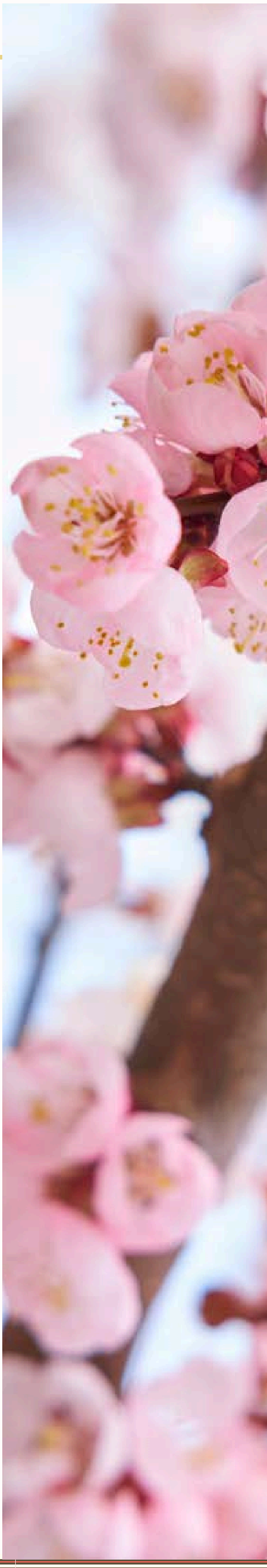

رسولِ کریم ﷺ، اُمِّ سُلیمؓ اور انصار کی بعض عورتوں کو خدمت کے لیے غزوات میں اپنے ساتھ رکھتے اور یہ خواتین مشکیں بھر بھر کر لاتیں اور لوگوں کو پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔ آپؓ کی جرأت کا ایک واقعہ بھی مشہور ہے کہ آپؓ کے خاوند نے غزوہ حنین کے موقع پر اُمِّ سلیمؓ کے پاس ایک خنجر دیکھ کر آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ اُمِّ سلیمؓ نے بھی کمربند میں خنجر چھپا رکھا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے پوچھنے پر بتایا کہ میرا ارادہ ہے کہ جو بھی مشرک میرے سامنے آئے گا اُس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔ اُس پر نبی کریم ﷺ مسکرائے۔ پھر اُمِّ سُلیمؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ فرار ہونے والوں کے بارے میں حکم فرمائیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں اس کی فکر کی کوئی ضرورت نہیں اللہ خود اُن کا انتظام کرے گا۔

(ماخوذ از کتاب حضرت اُمِّ سُلیمؓ، صفحہ نمبر 14 تا 15)

پھر اُمِّ حرام بنت ملحانؓ کا ذکر ملتا ہے۔ وہ آنحضرت ﷺ کی والدہ کی طرف سے رشتہ دار تھیں اس لیے آنحضرت ﷺ کو اُن سے خاص انسیت تھی اور آپ ﷺ اُن کے گھر بھی چلے جاتے تھے۔ ایک بار آپؐ اُن کے گھر گئے تو خاتون نے آپ ﷺ کو کھانا پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ کھانا کھانے کے بعد لیٹ گئے تو وہ آپ ﷺ کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگیں۔ جلد ہی آپؐ کو نیند آگئی۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد آپؐ کی آنکھ کُھل گئی اور آپؐ مسکرا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری اُمت کے کچھ لوگ سمندر میں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے آمادہ سفر ہیں۔" حضرت اُمِّ حرام بنت ملحانؓ نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، دُعا فرمائیے کہ مجھے بھی اُن لوگوں میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہو۔"

آنحضرت ﷺ نے دُعا فرمائی اور پھر سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد مسکراتے ہوئے اُٹھے اور پھر وہی خواب بیان فرمایا۔ میزبان خاتون نے اب کی بار بھی دعا کے لیے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم بھی اس جماعت کے ساتھ ہو۔" حضور ﷺ کا ارشاد سن کر وہ اس قدر خوش ہوئیں کہ ان کے منہ سے بے اختیار اللہ اکبر، اللہ اکبر نکلا۔

جب مسلمان خلیفہ وقت کی اجازت سے جزیرہ قبرص کی فتح کے لئے ایک بحری بیڑہ (☆) میں روانہ ہوئے۔ تو وہ بھی اپنے شوہر کے ہمراہ اس لشکر میں شامل ہو کر قبرص گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا کی۔ اور قبرص اسلامی حکومت میں شامل ہوا۔ جب مجاہدین اس مہم کی تکمیل کے بعد واپس ہونے لگے تو حضرت اُمِّ حرامؓ بھی سواری پر بیٹھنے لگیں۔ گھوڑا منہ زور تھا اُس نے اُنہیں زمین پر گرا دیا۔ آپؓ زخمی ہو گئیں اور زخموں کی تاب نہ لا کر شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئیں۔ یہ واقعہ 28 ہجری کا ہے۔ اس طرح حضرت اُمِّ حرامؓ بحرِ ابیض میں پہلی سمندری جنگ کرنے والی مجاہدہ خاتون تھیں اور بحری جنگ میں سب سے پہلی راہِ حق میں شہید ہونے والی صحابیہ کا اعزاز بھی اُنہیں کو حاصل تھا۔

(ماخوذ از کتاب حضرت سمیہؓ بنتِ خباط، حضرت اُمِّ حرامؓ بنت ملحان، صفحہ نمبر 2، 1 اور 7)

آنحضرت ﷺ کی حرم حضرت اُمِّ سلمیٰؓ نے بھی اپنی زندگی میں بے حد قربانیاں دیں۔ آپؓ کو غزوہ مریسیع، غزوہ خیبر، فتح مکہ، صلح حدیبیہ، معرکہ طائف اور غزوہ حنین میں رسول کریم ﷺ کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا۔ البتہ آپؓ غزوہ خندق میں شریک نہ تھیں تاہم اس قدر قریب تھیں کہ آنحضرت ﷺ کی گفتگو اچھی طرح سُن سکتی تھیں۔ وہ آنحضرت ﷺ کو بہترین مشورہ دیا کرتی تھیں اور اُن کے ہر حکم کو بجالانے کی کوشش کرتی تھیں۔

(ماخوذ از کتاب حضرت اُمِّ سلمیٰؓ، صفحہ نمبر 10)

پھر ایک اور بے حد بہادر خاتون کا ذکر ہمیں فتح دمشق کے موقع پر ملتا ہے جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں ایک لشکر دمشق کی طرف روانہ کیا، مگر کئی دنوں کے محاصرے کے بعد بھی کامیابی کی امید نظر نہ آئی تو حضرت عبیدہؓ کے مشورے سے حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ضرار بن ازورؓ کو پانچ سو سواروں کا لشکر دے کر رومی لشکر کے مقابلے کے لیے روانہ کیا مگر وہ بھی بھر پور لڑائی کے بعد گرفتار ہو گئے۔

اُس کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے محاصرے کا مناسب انتظام کرنے کے بعد رومیوں پر خود زور دار حملہ کیا۔ اسی دوران حضرت خالد بن ولیدؓ نے ایک شہسوار کو سُرخ عمدہ گھوڑے پر دیکھا جس کے ہاتھ میں لمبا چمکدار نیزہ تھا۔ اُس کی وضع قطع سے بہادری، دانائی اور جنگی مہارت نمایاں تھی۔ زرہ کے اُوپر لباس پہن رکھا تھا۔ پورا بدن اور منہ چھپا ہوا تھا اور فوج کے آگے آگے تھا۔ اس کا ایک حملہ تھا جس نے دشمن کے لشکر میں تہلکہ ڈال دیا اور مقتولین کے ڈھیر لگا دیے اور بڑھتے بڑھتے دشمن کے لشکر کے درمیان میں پہنچ گیا اور حضرت خالدؓ سمیت سب مسلمان جاننا چاہتے تھے کہ آخر یہ بہادر ہے کون؟

حضرت خالدؓ نے اُن کے قریب آنے پر فرمایا: اے اللہ کے بندے! تو نے مجھے اور تمام مسلمانوں کو بے چینی میں ڈال دیا ہے۔ تو اس قدر بے پروا ہے۔ آخر تو ہے کون؟ حضرت خالدؓ کے اصرار پر اس نے جواب دیا کہ "میں نے نافرمانی کی وجہ سے اعراض نہیں کیا یہ نہیں کہ میں نافرمان ہوں اس لیے تمہیں جواب نہیں دے رہی بلکہ مجھے شرم آتی ہے کیونکہ میں مرد نہیں ایک عورت ہوں۔ عورتیں بھی اس بہادری کا نمونہ دکھاتی ہیں، مجھے میرے درد دل نے اس میدان میں اُتارا ہے۔ حضرت خالدؓ نے پوچھا کہ کون عورت ہو؟ اس عورت نے عرض کیا کہ ضِرار کی بہن خولہ بنت ازور ہوں۔ بھائی کی گرفتاری کا علم ہوا تو میں نے وہی کیا جو آپؓ نے دیکھا۔"

حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ سُن کر کہا کہ ہمیں متفقہ حملہ کرنا چاہیے۔ اللہ سے اُمید ہے کہ وہ ضرارؓ کو قید سے رہائی دلا دے گا۔ غرض مسلمانوں نے یہ جنگ جیت لی اور فوجیوں سے علم ہوا کہ ضِرار بادشاہ کے پاس ہیں تو پچاس جوانوں کا ایک دستہ حضرت رافعؓ کے ساتھ حمص بھیجا گیا۔ اور بالآخر حضرت ضِرارؓ کو آزاد کرا لیا گیا۔ اُس وقت حضرت ضرارؓ درد بھرے لہجے میں یہ شعر پڑھ رہے تھے کہ:-

"اے مخبر! میری قوم اور خولہ کو یہ خبر پہنچا دو کہ میں قیدی ہوں اور مشکوں میں بندھا ہوا ہوں۔ شام کے کافر اور بے دین میرے گرد جمع ہیں اور تمام زرّہ پہنے ہوئے ہیں۔ اے دل! تو غم و حسرت کی وجہ سے مر جا اور اے جوانمردی کے آنسو! میرے رخسار پر بہہ جا۔"

حضرت خولہؓ نے یہ شعر پڑھے جن کے معنی ہیں، "تیری دعا قبول ہو گئی۔ اللہ کی مدد آ گئی۔ میں تیری بہن خولہ ہوں"، اور یہ کہہ کر انہوں نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کر کے حملہ کر دیا اور دیگر مسلمان بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ آور ہوئے۔

مسلمانوں نے اس دستے پر قابو پالیا اور حضرت ضرارؓ کو آزاد کرا لیا۔ حضرت خولہؓ نے اپنے ہاتھوں سے بھائی کی رسیاں کھولیں اور سلام کیا۔ حضرت ضرارؓ نے اپنی بہن کو شاباش دی اور خوش آمدید کہا۔ یوں اس بہادر خاتون نے نہ صرف اپنے بھائی کو آزادی دلوائی بلکہ مسلمانوں کی فتح میں بھی اہم کردار ادا کیا اور بہادری کے جوہر دکھا کر ایک نئی تاریخ رقم کی۔

(ماخوذ از خطبہ جمعہ 2 ستمبر 2022ء بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

غرض قرون اولیٰ کی خواتین نے اپنے نبی کریم ﷺ کی اطاعت میں ہر طرح سے جہاد کیا اور کوئی کسر نہ چھوڑی۔ انہوں نے اپنے عیش و آرام، گھر بار، ماں باپ اور اولاد کو بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ اپنوں سے دُوری، اپنے وطن سے دوری، مال و دولت کی قربانی ہو یا جان کی قربانی، خدا کا پیغام دوسروں تک پہنچانا ہو یا اپنے لوگوں کی تربیت، قرآن کو حفظ کرنا ہو یا احادیث کا جمع کرنا کسی کام میں کمزوری نہیں دکھائی۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اُن کے لیے اپنے ہاں اعلیٰ مقامات کا وعدہ فرمایا۔

خدا تعالیٰ ہمیں بھی اپنے دین کو صحیح طرح سمجھنے اور اپنے خلیفۂ وقت کی سچی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور قرون اولیٰ کی خواتین جیسے اعلیٰ ایثار اور قربانی کے نمونے دکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قلمی جہاد

(ستارہ جمیل۔Farnham)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا ہے، مگر یہ جہاد ہر زمانے کی ضرورت کے مطابق ہوتا ہے۔ اسلام کے دورِ اوّل میں دشمن نے تلوار کے ساتھ اسلام کو ختم کرنے کی کوشش کی تو مسلمانوں کو مجبوراً تلوار کے ساتھ جہاد کرنا پڑا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخرین کے زمانے میں جب مسلمان بگڑ جائیں گے اور اسلام کمزور ہو جائے گا تو اس وقت اسلام کو زندہ کرنے اور ایمان کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو بھیجے گا جو جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ یعنی اس زمانے میں اسلام کے دفاع کے لیے جنگوں کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ قلمی جہاد کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ اس زمانے میں

وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ

(سورۃ التکویر:11)

کی پیشگوئی پوری ہوگی اور اسلام کے خلاف قلم کے ذریعہ کثرت کے ساتھ حملے کیے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”وہ لوگ (یعنی صحابہ) تو خدا کی راہ میں شہید ہو گئے۔ ان کے لیے تو یہی لکھا ہے کہ سیفوں کے نیچے بہشت ہے لیکن ہمارے لیے تو اتنی سختی نہیں، کیونکہ "یَضَعُ الْحَرْبَ" ہمارے لیے آیا ہے، یعنی مہدی کے وقت لڑائی نہ ہوگی۔۔۔ ہاں ہمارے زمانہ میں ہمارے برخلاف قلم اٹھائی گئی، قلم سے ہم کو اذیت دی گئی اور سخت ستایا گیا، ان کے مقابل قلم ہی ہمارا حربہ بھی ہے۔“

(ملفوظات جلد اول، ایڈیشن 2016ء، صفحہ نمبر 37-38)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کو ساری دنیا پر غالب کرنے کے لیے قلم کا ایسا عظیم جہاد کیا جس کی مثال چودہ سو سال میں نہیں ملتی۔ یہاں تک کہ بٹالوی جیسے دشمن بھی یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ چودہ سو سال میں اسلام کی ایسی خدمت کسی نے نہیں کی جیسی اسلام کے اس فتح نصیب جرنیل نے کی ہے۔

(تاریخ احمدیت، جلد اول، صفحہ نمبر 172)

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلطان القلم کے خطاب سے نوازا اور آپ کے قلم کو ذوالفقار علی قرار دیا۔ (تذکرہ، صفحہ نمبر 381)۔ اور اشاعت و حمایتِ دین کے دلائل و براہین کے ساتھ ساتھ آپ کو زبردست قوتِ بیان عطا فرمائی۔ چنانچہ آپ کے ذریعہ ہی یہ الٰہی وعدہ پورا ہوا

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

کہ مسیح موعود کے زمانے میں اللہ تعالیٰ اسلام کو تمام ادیان (☆) پر غالب کر دے گا۔ اس وعدے کے مطابق آپ علیہ السلام نے تمام مذاہب سے دلائل کی جنگ کی اور فتح و کامرانی کے جھنڈے گاڑ دیے اور ہر طرف اسلام کا بول بالا کیا۔

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

(درثمین، صفحہ نمبر 19)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

”اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے چاہا کہ سیف (تلوار) کا کام قلم سے لیا جاوے اور تحریر سے مقابلہ کر کے مخالفوں کو پست کیا جاوے۔ اس لیے اب کسی کو شایاں نہیں کہ قلم کا جواب تلوار سے دینے کی کوشش کرے۔۔۔ اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کیے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے اُس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدانِ کارزار میں اُتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھاؤں۔ میں کب اس میدان کے قابل ہو سکتا تھا! یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اس کے دین کی عزت ظاہر ہو۔“

(ملفوظات جلد اول، ایڈیشن 2016ء، صفحہ نمبر 50 تا 51)

اس سلطان القلم نے براہین احمدیہ سے پیغام صلح تک تقریباً 90 کتب جو دس ہزار صفحات پر مشتمل ہیں اپنے قلم سے تحریر فرمائیں۔ ان میں قریباً 22 کتب عربی زبان میں ہیں۔ 20 ہزار سے زائد اشتہارات شائع فرمائے۔ نوے ہزار سے زائد مکتوبات تحریر فرمائے۔ عربی، اردو اور فارسی میں گراں قدر منظوم کلام کے الٰہی چشمے اچھال دیے۔

(الفضل انٹرنیشنل 21 مارچ 2020ء، مضمون امۃ الباری ناصر صاحبہ)

آپؑ نے فرمایا:

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے اُمیدوار

(درثمین، صفحہ نمبر 170)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس قلمی جہاد کا اعتراف اپنوں کے علاوہ غیروں نے بھی کیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد اپنے اخبار وکیل امرتسر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلمی جہاد کے بارہ میں لکھتے ہیں:

”مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم (☆) دھواں ہو کر اڑنے لگا۔۔۔

۔۔۔غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گراں بارِ احسان رکھے گی کہ انھوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرضِ مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے، قائم رہے گا۔ اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں بھی مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے۔“

(اخبار وکیل امرتسر بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 2، صفحہ نمبر 560-561)

اسی طرح اخبار کرزن گزٹ دہلی کے ایڈیٹر مرزا حیرت دہلوی نے ان الفاظ میں آپ علیہ السلام کے قلمی جہاد کا اعتراف کیا:

”مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔۔۔ اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔۔۔۔ اس کا پُرزور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔“

(اخبار ”کرزن گزٹ“ دہلی یکم جون 1908ء، بحوالہ سلسلہ احمدیہ جلد 1، صفحہ نمبر 182-183)

بے شک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلم سے جہاں اسلام کا دفاع کیا وہاں اسلام کی خوبصورت تعلیم سے بھی دنیا کو روشناس کیا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے ماننے والوں کی دینی تربیت اور روحانی ترقی کے لیے ایک بیش بہا خزانہ پیچھے چھوڑا جو رہتی دنیا تک خدمت اسلام کے لیے استعمال ہوتا رہے گا۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع کرتے ہوئے قلم کے میدان میں سلطان القلم کے مددگار بن کر دین اسلام کی تبلیغ کے اس فریضہ کی تکمیل میں اپنا کردار ادا کریں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے قلم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”بے شک زبان بھی تبلیغِ ہدایت اور اشاعتِ علم کا ایک بہت عمدہ ذریعہ ہے، مگر جو مقام قلم کو حاصل ہے وہ زبان کو ہرگز حاصل نہیں۔ اسی لیے قرآن مجید نے اپنی ابتدائی وحی میں قلم کے ذریعہ اشاعتِ علم کا نمایاں طور پر ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

اِقۡرَاۡ وَرَبُّكَ الۡاَكۡرَمُۙ الَّذِىۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِۙ

(سورۃ العلق: 5-4)

یعنی اے رسول! لوگوں تک ہمارا نام اور ہمارا پیغام پہنچا، کیونکہ تیرا رب تمام بزرگیوں کا مالک ہے۔ ہاں وہی آسمانی آقا جس نے قلم کے ذریعہ علم کی اشاعت کا سامان پیدا کیا ہے۔ پس قلم علم کی اشاعت اور حق کی تبلیغ کا سب سے بڑا اور سب سے اہم اور مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ اس زمانہ میں، جبکہ اسلام کے دشمن اسلام کی تعلیم اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہزاروں لاکھوں رسالے اور کتابیں شائع کر رہے ہیں، قلم سے بڑھ کر اسلام کی مدافعت اور اسلام کے پُرامن مگر جارحانہ علمی اور روحانی حملوں سے زیادہ طاقتور کوئی اور ظاہری ذریعہ نہیں۔ پس اے عزیزو اور اے دوستو! اپنے فرض کو پہچانو اور سلطان القلم کی جماعت میں ہو کر اسلام کی قلمی خدمت میں وہ جوہر دکھاؤ کہ اسلاف کی تلواریں تمہاری قلموں پر فخر کریں۔

(روزنامہ الفضل 26 دسمبر 1958)

اللہ کرے کہ ہم اپنے اس فرض کو پہچانیں اور سلطان القلم کی جماعت میں ہو کر اسلام کی قلمی خدمت میں وہ جوہر دکھائیں کہ اسلاف کی تلواریں ہماری قلموں پر فخر کریں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

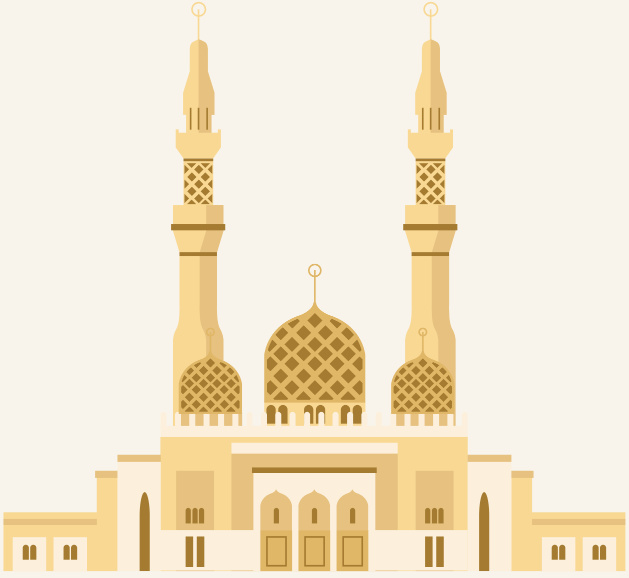

مسیح آخرالزماں کی زباں

اُردو

"یہ زبان بھی اب کبھی نہیں مرے گی"

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 2 جولائی 1993ء بمقام مسجد نور، اوسلو، ناروے میں اردو زبان بولنے اور سمجھنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" جہاں تک اردو کا تعلق ہے، بول چال کی جو اردو ہوا کرتی ہے وہی میری اردو ہے۔۔۔ یہ عام بول چال کی اردو ہے اور اگر اس میں کچھ مشکل الفاظ بھی آجاتے ہیں تو احمدی بچوں کو سمجھنے چاہئیں خصوصیت سے ان احمدی بچوں کو وہ الفاظ سمجھنے چاہئیں جن کا تعلق اردو بولنے والے ممالک سے ہے۔

مذہبی زبانوں میں۔۔۔ سب سے اونچا مقام عربی کا ہے۔ چونکہ قرآن عربی زبان میں ہے اس لیے دنیا کا کوئی انسان عربی زبان کی اوّلیت کو عربی سے چھین نہیں سکتا۔۔۔ آخرین کے زمانے کے لیے عربی زبان کے مضامین کو ترویج دینے اور قرآن کریم اور سنت کے مفاہیم کو سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اردو زبان کا بکثرت استعمال فرمایا ہے۔۔۔ عربی کے بعد خدا سب سے زیادہ اردو زبان میں ہم کلام ہوا ہے۔۔۔ پس حضرت مصلح موعودؓ نے اسی وجہ سے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ یہ زبان بھی اب کبھی نہیں مرے گی اور احمدیت کی اشاعت کے ساتھ لازم ہے کہ یہ زبان پھیلتی چلی جائے کیونکہ الہامات کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی اکثریت اردو میں ہے۔۔۔ پس عربی کے بعد ہمیں سب سے زیادہ اہمیت اردو کو دینی چاہیے اور پھر تیسرے نمبر پر ہر ملک کی مقامی زبان ہے۔"

(ماخوذ از خطباتِ طاہر، جلد 12، صفحہ نمبر 493 تا 502)

پیار، محبت اور

دلوں کی صفائی کا جہاد

پیار، محبت اور دلوں کی صفائی کا جہاد

(صفیہ بشیر سامی۔Worcester Park)

یہ میرا مضمون الفضل 17 فروری 2007ء میں پہلے ایک بار چھپ چکا ہے۔ سوچا کیوں نہ ایک بار پھر اپنی بہنوں اور خود اپنے آپ کو اس جہاد کی یاد دہانی کروادوں کیونکہ ہمیں اس جہاد کی ہمیشہ اور ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔ اور اس جہاد کو کبھی بھی بھولنا نہیں چاہیے۔

ایک روز میرا نواسہ مصور مجھے ملنے آیا۔ حال احوال کے بعد میں نے پوچھا آپ آج کل کیا کر رہے ہیں؟ تو کہنے لگا نانو! کوئی خاص نہیں۔ بس کل پیارے حضور کے ساتھ وقفِ نَو کی کلاس ہے اور موضوع ہے "جہاد"۔ نانو آپ کچھ بتائیں کہ جہاد کیا ہوتا ہے؟

مجھے یہ سوال تھوڑا مشکل لگا کہ میں جہاد کے متعلق بچے کو کچھ بتاؤں۔ میرا جواب تھا آپ اپنے ماموں سے پوچھ لیں کہ جہاد کیا ہوتا ہے؟

لیکن میرا نواسہ میرے ذہن میں سوال چھوڑ گیا کہ یہ جہاد ہوتا کیا ہے؟ کیا جہاد واقعی گولہ بارود، تلوار اور بندوق سے ہی ہو سکتا ہے؟ جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو یہ فرمایا ہے کہ جہاد دین کی خدمت کا نام ہے۔ دین کو پیار اور محبت کی ضرورت ہے، قلم کی ضرورت ہے۔ دین کے لیے کسی بھی بھاری بھرکم اسلحہ کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن میں سمجھتی ہوں ہم عورتیں بھی جہاد کر سکتی ہیں اور گھر بیٹھ کر کر سکتی ہیں۔ کیوں نہ ہم سب احمدی عورتیں اپنے گھروں سے جہاد کو شروع کریں۔

بعض گھروں میں یہ روز کی کہانی ہے، یعنی عورت ہی عورت کی دشمن بنی ہوئی ہے، کہیں ساس بن کر اور کہیں بہو بن کر۔ بہن بھائی سے ناراض ہے اور نند بھاوج سے خفا ہے۔ بہت حد تک ان معاملات میں مرد حضرات شامل نہیں ہوتے بلکہ اُن کو بے وجہ شامل کیا جاتا ہے اور لڑائی کو بڑھایا جاتا ہے۔ معمولی باتیں بڑے بڑے جھگڑوں کا باعث بن جاتی ہیں اور صرف عورتوں کی کھینچا تانی سے ہی انتہا تک پہنچ جاتی ہیں۔

چھوٹی چھوٹی باتیں اَنا کا مسئلہ بن جاتی ہیں۔ باتوں کا بتنگڑ بنا کر معمولی باتوں سے ناراض ہو جاتے ہیں اور سالہا سال تک ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کو ترس جاتے ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی چاہنے والا دنیا سے چلا جائے تو اُس کی تعریفوں اور رونے کا کام باقی رہ جاتا ہے۔ جانے والا تو واپس نہیں آتا مگر خود ساری زندگی اس افسوس میں ہی گزر جاتی ہے کہ کاش ایسے نہ ہوا ہوتا۔

کیوں نہ ہم اُس وقت سے پہلے دلوں کو صاف کر کے مومن بن جائیں، شاید یہ ہم عورتوں کی کمزوری ہے کہ ہمیشہ ہماری یہ ہی سوچ ہوتی ہے کہ جو بات ہم نے کی وہی سچ ہے باقی سب غلط ہیں اور یہاں سے ہی مشکلات شروع ہو جاتی ہیں۔ چاہتے ہوئے بھی ہم جھکنے کے لیے تیار نہیں ہوتیں اور خاندانوں میں نفرتیں بڑھا دیتی ہیں۔ میں سوچتی ہوں کیا ہمارے پاس اتنی ہمت ہے کہ ہم ان باتوں کے خلاف جہاد کر سکیں، کیا ہم سب احمدی بہنیں یہ جہاد نہیں کر سکتیں کہ آج کے بعد ہم کسی سے بے وجہ ناراض نہیں ہوں گی اور جو ناراض ہیں ہمت کر کے اُن کو پہلے فون کر لیں اور معافی مانگ لیں گی یا معاف کر دیں گی؟

نیکی میں پہل کرنے والوں کو نہ کوئی کمتر سمجھتا ہے نہ ہی مطلبی بلکہ اُس کو اللہ تعالیٰ سے بہت اجر ملتا ہے۔ زندگی بہت تھوڑی ہے۔ محبتیں بانٹنے کے لیے وقت بھی کم ہے، نفرتوں اور دکھوں کی زندگی کیوں جئیں؟ کیوں نہ دلوں کے داغ دھبے دھو ڈالیں اور اپنے روٹھوں کو منا لیں کہ یہی ہمارا جہاد ہو گا۔ ہم کیوں اُن باہر کے جہادوں کو سوچیں جو ہمارے لیے مشکل ہیں۔ یہ پیار اور محبت کا جہاد، مسکراہٹوں کا جہاد، صلح اور دلوں کی صفائی کا جہاد کیوں نہ کر لیں؟

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ "اچھی بات کہنا اور معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے ایسے صدقہ سے کہ کوئی آزار اُس کے پیچھے آ رہا ہو۔ اور اللہ بے نیاز ہے (اور) بُردبار ہے۔"

(سورۃ البقرہ۔ آیت 264، اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیثیں گواہ ہیں کہ صلح میں پہل کرنے والوں کو اللہ بہت پسند فرماتا ہے۔ ہمارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبات میں ہمیں ہمیشہ نصیحت بھی کرتے رہتے ہیں۔ کیوں نہ ہم سچ کا جہاد کریں کہ رشتہ ناطہ کرتے وقت غلط بیانی نہیں کریں گے۔ ہر ماں اپنی بچی کی ایسی تربیت کرے کہ وہ ساس کو ماں کا درجہ دے کر اُس کی عزت اور وقار کا خیال رکھے۔ ساسیں بھی آنے والی بہو کو خوشی سے نئے گھر میں نئی زندگی خوشیوں بھری گزارنے دیں اور اس مقصد کو دونوں ساس اور بہو جہاد کا درجہ دیں۔ نند بھاوج بھی جہاد کریں اپنے بیٹوں اور بھائیوں کی زندگیوں کو اجیرن نہ بنائیں کہ وہ ان رشتوں کے درمیان پِس کر رہ جائیں۔ بیوی کا ساتھ دیں؟ ماں یا بہن کا؟

کیوں نہ ہم سب مل کر اپنے مردوں کو اس مشکل سے نکال کر وہ حقوق ادا کرنے دیں جو اُن کی ذمہ داری ہے۔ یہ بھی جہاد ہی ہو گا۔ جانتی ہوں یہ جو میں سب لکھ رہی ہوں کوئی آسان کام نہیں ہے مگر ہم سب جانتے ہیں جہاد کیا ہے؟ جہاد جنگ یا دوسرے معنوں میں جدوجہد کو کہتے ہیں ہم نے یہ جنگ کرنی ہے نفرت اور ضد کے خلاف (ان شاء اللہ) جہاد آسان نہیں ہوتا اور پھر اپنے ہی نفس کے خلاف جہاد تو سب سے مشکل ہے۔ یہاں تو جہاد ہم نے اپنے ساتھ ہی کرنا ہے، روٹھوں کو منانا ہے، بچھڑوں کو ملانا ہے، ملن کی تڑپ کو بڑھانا ہے، اپنے خدا اور رسول ؐ کی فرمانبرداری کرنی ہے اور اپنے خلیفۂ وقت کو یہ تحفہ دینا ہے کہ ہم عورتوں نے جہاد کیا ہے۔ اگر ہماری جماعت احمدیہ کی تمام بہنیں اس جہاد میں شامل ہو جائیں تو میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ ہم تمام دنیا کی عورتوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والی ہوں گی۔
خدا کرے کہ کوئی بیوہ اور کوئی یتیم اور کوئی بے سہارا عورت ایسی نہ ہو جن کو ہم خوشی نہ دے سکیں۔ ہمارے جہاد سے ہماری پوری جماعت خوشیوں سے مالامال ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ

ویسے بھی ہماری جماعت کا تو نعرہ ہی یہ ہے کہ

"محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں"

تو پھر کیوں نہ ہم سب مل کر دنیا میں مسکراہٹیں اور خوشیاں بانٹیں۔ آج ہی ہمت کریں اور روٹھوں کو منائیں، گھروں میں سکون اور خوشیوں کی بوچھاڑ کر دیں اور یہ سب کچھ جہاد سمجھ کر کریں۔ ہم احمدی عورتیں ہیں خدا کے فضل و کرم سے جب کچھ کرنے کا سوچ لیتی ہیں یا اپنے خدا اور خلیفۂ وقت کو خوش کرنے کا بہانہ مل جائے تو کبھی کوئی بھی جہاد کرنے سے پیچھے نہیں ہٹتیں اور آج سے ہم سب کو وعدہ اپنے آپ سے کرنا ہو گا کہ ہم یہ جہاد اپنے گھروں کی خوشیوں کے لیے کریں گی۔ اپنے مردوں کی لمبی عمروں کے لیے کریں گی، اپنے خدا کو راضی کرنے کے لیے اور خلیفۂ وقت کو خوشی اور سکون دینے کے لیے کریں گی۔
جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ہم سے کسی چندے کی تحریک فرماتے ہیں تو ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنا پورا کا پورا زیور اُتار کر دے دیتی ہیں، مگر اب تو یہ سب نہیں دینا صرف اُن کو گھروں کی خوشیوں کی خبریں ہی دینی ہیں۔
اللہ کرے کہ پیارے حضور کو کبھی کوئی ایسا خط نہ ملے جس میں عورت کے عورت پر ظلم کی داستان ہو۔ ہم نے یہی جہاد کرنا ہے کہ ہمارے پیارے حضور کو خوشیوں سے بھرپور خطوط ملیں۔ خدا کرے کہ ایسے ہی ہو۔ آمین

مَیں اپنی کمزوریوں کو بھی بہت اچھی طرح جانتی ہوں۔ مجھے بھی اس جہاد کی بہت ضرورت ہے۔ خدا کرے کہ میں بھی اس جہاد میں کامیاب ہو سکوں مَیں نے دعا کے ساتھ اس جہاد میں خدا کے فضل سے اپنا قدم رکھ دیا ہے۔ اللہ سے دعا مانگتی ہوں اللہ پاک ہم سب بہنوں کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم سب یہ جہاد کر سکیں۔ اپنی اَنا اور خودی کے خلاف، خود ساختہ حدوں کو خود پار کر سکیں۔ اللہ کرے کہ ہم سب اللہ کی رضا کی راہوں پر چلنے والیاں بنیں۔ دنیا جہان میں محبتیں، آسانیاں اور مسکراہٹیں بانٹنے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خدا کرے کہ ہم جلد کسی دن حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطبہ بھی سُنیں کہ ہماری جماعت میں خاندانی جھگڑے بہت کم ہو گئے ہیں اور یہ ہمارے جہاد کی وجہ سے ہو۔ اور ہمیں بھی اپنے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحفہ ملے۔ آمین ثم آمین

بڑا جہاد ہے گر نفس رام ہو جائے

دورِ حاضر میں جہاد اور اسلام کے نام پر ہونے والی جنگیں

(ارفع یاسر۔Oxford)

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

(بانگِ درا۔ صفحہ نمبر258)

یہ اقبال کی ایک غزل کا شعر ہے جو کہ انسانی فطرت کی ایک بہت بڑی سچائی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ گو عملاً یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نمرود کی بھڑکائی ہوئی آگ میں بے خوف و خطر کود پڑنے کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ مگر حقیقت تو یہ ہے کہ جب کوئی مقصد یا سوچ انسان کی روح میں سرایت کر جاتی ہے تو وہ اس کی خاطر اپنے فائدے، نقصان، یہاں تک کہ جان کی بھی پروا نہیں کرتا۔

اسلام کا یہ طُرّہ امتیاز (☆) ہے کہ اس کی تعلیم نے وہ وجود پیدا کیے جو ہمیشہ وقت کے طاقتور فرعونوں کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہوئے اور جانوں کے نذرانے دیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام "بعث بعد از موت" یا اس زندگی کے بعد والی زندگی کو بہت اہمیت دیتا ہے اور انسان کو سمجھاتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس بات پر توجہ رکھے کہ وہ اپنی اصل زندگی کے لیے آگے کیا بھیج رہا ہے۔ اس کے علاوہ شہادت کا تصور ہے، یعنی خدا کی راہ میں جان کی قربانی دینا۔ اور قرآن پاک شہدا کو زندہ ہی گردانتا ہے، یعنی وہ روحانی زندگی کے حامل ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مُردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

(سورۃ البقرہ:155۔ اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

مغربی ممالک کو مسلمانوں کی اس جانفشانی (☆) سے ہمیشہ خوف و خطرہ محسوس ہوا۔ کیونکہ عالمی سطح پر اسلام کی اصل پر امن تعلیم کو اجاگر کرنے کی منظم کوشش کی شدید کمی رہی۔ لہٰذا دورِ حاضر کے حالات کو سمجھنے سے پہلے جہاد اور شہادت کے اسلامی تصور کو واضح کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ یہی وہ پہلو ہیں جن کے حوالے سے اسلام کو دنیا میں بدنام کیا جا رہا ہے۔

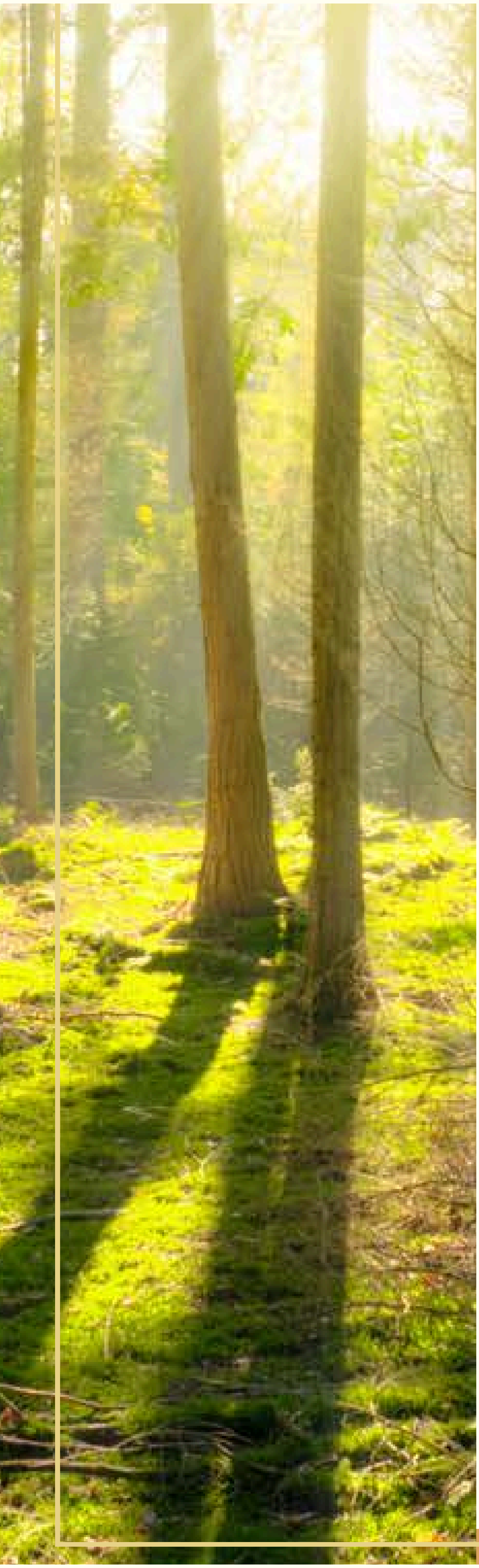

جہاد اور شہادت کا اسلامی تصور

جنگ کے لیے قرآن پاک میں جو الفاظ آئے ہیں ان میں الحرب، باس، القتال اور الجہاد کے الفاظ شامل ہیں۔ ان میں سے پہلے تین الفاظ جنگ کے تعلق میں آتے ہیں۔ جبکہ جہاد جنگ کے علاوہ کوشش کے معنی میں بھی آتا ہے، وہ کوشش تلوار سے بھی ہو سکتی ہے اور نفس کو پاک رکھنے کی بھی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ

(سورۃ العنکبوت:70)

اور وہ لوگ جو ہمارے بارہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں
اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔

(اردو ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

اس کے علاوہ امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زمانے کے لیے جہاد بالسیف کو متروک کر دیا اور اس دور کو قلمی اور فکری جہاد کا دور کہا۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اَے دوستو خیال
دِیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

(دُرِّ ثمین، صفحہ نمبر:67)

اب اگر تلوار سے جہاد کا زمانہ نہیں تو کیا شہادت کے رتبے سے مسلمان محروم ہو چکے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شہادت کے بھی بہت وسیع معنی بتائے ہیں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"عام لوگوں نے شہید کے معنی صرف یہی سمجھ رکھے ہیں کہ جو شخص لڑائی میں مارا گیا، یا دریا میں ڈوب گیا وغیرہ۔ مگر میں کہتا ہوں۔۔۔ اسی حد تک اس کو محدود رکھنا مومن کی شان سے بعید ہے۔ شہید اصل میں وہ شخص ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے استقامت اور سکینت کی قوت پاتا ہے اور کوئی زلزلہ اور حادثہ اس کو متغیر نہیں کر سکتا۔ وہ مصیبتوں اور مشکلات میں سینہ سپر رہتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 1، ایڈیشن 2022، صفحہ نمبر 375)

دنیا میں اسلام اور جہاد کے غلط تصور کی وجہ

اسلام کی بدنامی کی دو اہم وجوہات ہیں:

1 مسلمان قوموں نے قرآن کو چھوڑ دیا اور اپنے نمونے تقلید کے لائق نہ رہنے دیے۔ دنیاداری میں پڑ کر اُمّت کا اتحاد بھی جاتا رہا اور قرآن کے اصول چھوڑنے کی وجہ سے دنیاوی ترقی بھی نہ ہو سکی۔

2 اسلام کی تبلیغ کی طرف بالکل توجہ نہیں دی، جس نے جیسا چاہا ویسا اسلام کو سمجھ لیا، جیسی چاہی معلومات پھیلا دیں اور پھر آہستہ آہستہ مغربی قوموں کے ذہن میں دنیا کا سب سے بڑا خطرہ اسلام اور مسلمان بن گئے۔

اگر مسلمانوں کے اپنے نمونے اچھے ہوتے اور اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچاتے تو کوئی اسلام کا نام استعمال نہ کر پاتا۔ جن مسلح گروہوں کے لیے "دہشت گرد" کا لفظ استعمال ہوا وہ مسلمان نہ کہلاتے۔ مسلمانوں نے کبھی دنیا کو نہیں بتایا کہ انسانی جان کی جو حرمت اسلام میں ہے وہ کہیں اور نہیں۔ اسلام وہ مذہب ہے جو ایک فرد کے اندرونی امن سے لے کر خاندان، قوم اور تمام عالم کے امن کا ضامن ہے کیونکہ امن کے لیے جس انصاف اور مساوات کی ضرورت ہے وہ اسلام ہی کی تعلیم میں ہے۔

آج ان وجوہات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب باتوں کی طرف اس وقت توجہ دلائی جب "اسلاموفوبیا" نام کے کسی لفظ کا تصور نہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان خطرات کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

"مجھے اس امر کے متعلق خاص علم حاصل ہے کیونکہ میں ایک ایسی جماعت کا امام ہوں۔۔۔ جسے اپنا کام چلانے کیلئے ہر ایک ملک کے مذہبی حالات معلوم رکھنے پڑتے ہیں۔۔۔ پس یہ کہنا کہ امریکہ یا کوئی اور ملک ترکوں کا دشمن ہے غلط ہے وہ اسلام کا دشمن ہے۔ نہ بوجہ اس مذہب سے تعصب کے جس پر وہ قائم ہے بلکہ بوجہ اس ناواقفیت کے۔ نہیں، بلکہ غلط واقفیت کے جو اسے اسلام کے متعلق ہے۔"

(انوار العلوم، جلد 4، صفحہ نمبر 445-448)

پھر اسلام کے بارے میں منفی خیالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"اور یہ وہ خیالات ہیں کہ جب تک ان ممالک میں پھیلے رہیں گے اس وقت تک مسلمان کہلانے والوں کو انصاف حاصل نہ ہونے دیں گے۔ خدا تعالیٰ نے تو مسلمانوں کا فرض مقرر کیا ہے کہ وہ اسلام کو چاروں کونوں میں پھیلائیں۔۔۔ مگر مسلمانوں نے سستی اختیار کی۔ پس جب مسلمانوں نے اسلام کی قدر نہ کی اور اسے ترک کر دیا تو خدا نے بھی ان کو ترک کر دیا۔"

(انوار العلوم، جلد 4، صفحہ نمبر 445-448)

جنگوں کی مختصر تاریخ

عصر حاضر میں جہاد کے نام پر ہونے والی جنگوں کو سمجھنے سے پہلے جنگوں کی تاریخ اور آج کی دنیا کے جنگ کے حوالے سے پیچیدہ معاملات کو سمجھنا ضروری ہے۔یوں تو تاریخ کا پہلا استکبار اور پہلی بغاوت ابلیس کی تھی مگر اس کے بعد آنے والی تاریخ آدم کی پیدائش پر فرشتوں کے انسانی نسل کے حوالے سے الفاظ وَيَسۡفِكُ الدِّمَآءَ ۚ (سورۃ البقرہ: 31) اور خون بہائیں گے (اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)، پر صادق آتی ہے۔انسانی تاریخ جنگ و جدل سے بھری پڑی ہے۔

جنگوں کے تصویری خاکے سن 3500 قبل مسیح سے بھی ملتے ہیں۔ دریائے دجلہ اور فرات کے بیچ قدیم ترین تہذیب میسوپوٹیمیا میں بھی جنگوں کے شواہد ملتے ہیں۔ اور باقاعدہ فوج کا استعمال سن 3000 قبل مسیح میں ہوا۔

(https://www.worldhistory.org/war/)

شروع کی جنگوں میں ہاتھیوں، گھوڑوں اور نیزوں کا استعمال ہوا۔ انسان ترقی کرتا گیا اور ساتھ ہی، بدقسمتی سے، جنگی ہتھیار خطرناک سے خطرناک تر ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آج، وکیپیڈیا کے مطابق آٹھ ریاستیں سرکاری طور پر مہلک ترین ایٹمی ہتھیار رکھنے کا دعوٰی کرتی ہیں۔ یہاں یہ امر بہت دلچسپ ہے ان آٹھ ریاستوں میں اسرائیل شامل نہیں، اسرائیل نے کبھی اعتراف نہیں کیا لیکن تصور کیا جاتا ہے کہ اسرائیل بھی ایٹمی ہتھیاروں سے لیس ہے

(https://en.wikipedia.org/wiki/List_of_states_with_nuclear_weapons)

آج بہت سی بڑی طاقتوں کی معیشت دنیا کے دیگر ممالک کو اسلحہ بیچ کر پھلتی پھولتی ہے۔ گارڈین کے ایک آرٹیکل کے مطابق 2022 میں برطانیہ کی اسلحہ کی مد میں آمدن دوگنی ہوگئی، کیونکہ دنیا کے حالات بگڑ گئے تھے۔ سعودی عرب کو وہ اسلحہ بیچا جاتا ہے جو کہ یمن کی خانہ جنگی میں استعمال ہوتا ہے! جی ہاں، یمن جو کہ ایک مسلم ملک ہے۔

(https://www.theguardian.com/world/2023/may/21/uk-arms-sales-reach-record-85bn-as-global-tensions-escalate)

اسی طرح شمالی کوریا اور جنوبی کوریا کے مابین سیاسی مسائل کے فوجی حل کے لیے یہ علاقہ بھی ہتھیاروں کی منڈی ہے۔ حکومتیں اور بین الاقوامی طاقتیں اتنی سادہ نہیں کہ وہ یہ بات سمجھ نہ سکیں کہ سیاسی مسائل کو جبر اور عسکری قوت سے حل نہیں کیا جاسکتا، مگر ایسے امن اور مسائل کے سفارتی حل میں اتنا پیسہ نہیں بنتا جتنا جنگ کی صورت میں کمایا جاتا ہے۔ اسی بات کی طرف حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے 2 فروری 2024 کے خطبہ میں بھی توجہ دلواتے ہوئے فرمایا:

"اب تو ان کے اپنے تجزیہ نگار بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ امریکہ اپنی اکانومی کو بہتر کرنے کے لیے اس جنگ کو طول دینے کی کوشش کر رہا ہے اور دنیا میں فساد پھیلا رہا ہے۔"

دور حاضر میں جہاد کے نام پر مسلح گروہ اور جنگیں

یہ سمجھنا بہت ضروری ہے کہ آج جنگوں میں ایک فریق مسلمان تو ہے لیکن وہ اسلام پھیلانے کے لیے ہرگز نہیں لڑ رہے۔ جنگ کی وجوہات ہمیشہ سیاسی اور مادی ہیں۔ پھر اسلام کا نام کیوں استعمال ہوتا ہے؟ یہ ہم مخصوص مثالوں کی روشنی میں سمجھیں گے۔ آجکل جن مسلح گروہوں کا نام ہر ایک نے سن رکھا ہے، ان میں "طالبان"، "حماس" اور "حوثی" شامل ہیں۔

طالبان، القاعدہ اور افغانستان کی جنگ

1979 کے آخر میں روس نے افغانسان میں گرتی ہوئی کمیونسٹ حکومت کو بچانے کے لیے اپنی فوج بھیجی۔ اس حکومت کو ان جنگجو قبائل اور گروہوں سے خانہ جنگی کا سامنا تھا جو کیمونزم کے خلاف تھیں اور حکومت امن قائم کرنے میں بدستور ناکام تھی۔ اس وقت کی حکومت روس سے اپنے سیاسی اور فوجی فائدے کے لیے اتحاد چاہتی تھی۔

اس صورت حال میں امریکہ اور برطانیہ نے بذریعہ پاکستان روس مخالف گروپوں کی سرپرستی کی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس وقت ایک امیر سعودی تاجر کے بیٹے اسامہ بن لادن نے بھی ان گروپوں کی امداد کی! اور بعد ازاں 1988 میں اپنی ایک الگ تنظیم القاعدہ کے نام سے بنائی۔

(https://www.britannica.com/event/Soviet-invasion-of-Afghanistan)

1982 میں دیہی علاقے جنگجو گروپوں کے تصرف میں تھے اور شہری علاقے روس کے قبضے میں۔ 1989 میں روس تو چلا گیا لیکن مسلسل جنگ کے بعد حالات بہت خراب تھے، جرائم بہت زیادہ تھے، بہت سے لوگ بے سروسامان اور بے گھر ہو چکے تھے، حکومت تھی نہیں۔ ایسے میں "طالبان" کا گروہ ابھرا۔ اس لفظ کا مطلب ہے "طالب علم"۔ یہ گروہ 1995 میں منظر عام پر آیا۔ طالبان میں شامل ہونے والے زیادہ تر وہ نوجوان تھے جو جنگ کے دوران ہجرت کر کے پاکستان اور افغانستان کی سرحد پر مدرسوں میں پل کر بڑے ہوئے۔ یہ نوجوان وقتاً فوقتاً روس کے خلاف لڑائیوں میں بھی حصہ لیتے رہے تھے۔

(https://www.britannica.com/topic/Taliban)

طالبان کی حمایت سے لے کر ان کے خلاف جنگ تک مذہب کی آڑ میں ذرائع ابلاغ کو استعمال کر کے پہلے جہاد کا سبق دیا گیا اور بعد میں طالبان کو انسانیت دشمن ثابت کیا گیا۔ مقاصد سیاسی ہی تھے اور استعمال مذہب کا ہوا، کیونکہ مذہب وہ چیز ہے جس سے لوگوں کے جذبات جڑے ہوتے ہیں۔ اس ساری تگ و دو میں پاکستان کے انتہا پسند عناصر کو اور ہوا ملی، اور پاکستان مذہبی انتہا پسندی کا شکار ہو گیا۔ آج پاکستان میں سیاسی فائدے کے لیے مذہب کا بے دریغ اور نقصان دہ استعمال ہوتا ہے۔ اور تکلیف دہ بات تو یہ ہے کہ جو لوگ مذہب کا استعمال کرتے ہیں وہ محض لوگوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں جبکہ دین کی تعلیم سے بالکل عاری ہوتے ہیں۔ ریاست بھی "تحریک لبیک" جیسے گروہوں کو اپنے تصرف میں رکھتی ہے اور دیگر مقاصد کے لیے وقتی طور پر افراتفری پھیلانے کے لیے ان کو اسلام کے نام پر کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ کبھی یہ دھرنے دیتے ہیں اور احتجاج کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخانہ خاکوں کے باعث فرانس سے سفیر واپس بلوایا جائے، تو کبھی کسی کو واجب القتل قرار دینے کے لیے "قادیانی" کہہ دیتے ہیں۔ اور پھر کبھی اچانک مطالبات منوائے بغیر چپ ہو جاتے ہیں، گویا دین کی غیرت چھٹی پر چلی گئی ہو۔ اسکے علاوہ پاکستان میں مذہب کی توہین کی روک تھام کے لیے ایسے قوانین ہیں جن سے اقلیتوں کو بآسانی نشانہ بنا کر ظلم کیا جا سکتا ہے۔ جج بھی زیادہ تر ایسے مقدمات میں وہ فیصلہ دیتے ہیں جس سے ملا برادری ناراض نہ ہو۔

حماس اور غزہ کی جنگ

قومیں اور علاقے مختلف ہیں مگر حماس کے معاملے میں بڑی طاقتوں کا کردار تقریباًویسا ہی ہے جیسا کہ طالبان کے معاملے میں۔ خود اسرائیلی میڈیا گواہی دیتا ہے کہ پہلے اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو نے سالہا سال حماس کی سرپرستی کی اور آج اپنا ہی بنایا ہوا جن بے قابو ہو گیا۔ جب سرپرستی کی تب ویسٹ بینک سے اٹھنے والی فلسطینی ریاست کی جدوجہد کو کچلنا مقصود تھا اور آلہ کار یہ 'اسلامی جہادی' گروہ بنا۔ اب بھلے ہی تاریخ دان اس کو جہاد کے نام پر قائم گروہ گردانیں اور اسلام کو بدنام کریں، مگر حقیقت اس کے قطعی برعکس ہے۔ اگرچہ سوشل میڈیا کے اس دور میں سچ چھپانا مشکل ہو چکا ہے مگر پھر بھی جہاں تک ہو سکے طاقتور کے حق میں حقائق کو مسخ کرنا تو ایک رِیت بن چکی ہے۔

(https://www.timesofisrael.com/for-years-netanyahu-propped-up-hamas-now-its-blown-up-in-our-faces/)

فلسطین کی تاریخ لمبی ہے لیکن اگر غزہ کی حالیہ جنگ کو لیا جائے تو بین الاقوامی میڈیا کو دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ یہ جنگ حماس کے اسرائیل پر 7 اکتوبر 2023 کے حملے سے شروع ہوئی۔ شاید مختلف آن لائن انسائکلوپیڈیا اس جنگ کو ایسے ہی درج کریں گے، اور بے حد ناانصافی سے پہلے کی تاریخ کو فراموش کر دیں گے۔ اور یہ جنگ، ان کے مطابق، ایک مسلم انتہاپسند گروہ کے بھیانک حملے کا نتیجہ ہو گی۔

الجزیرہ اخبار کے ایک آرٹیکل سے لیے گئے نقشوں کو اگر دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ فلسطینی آبادی والے ہرے رنگ کے علاقے وقت کے ساتھ ساتھ سکڑتے گئے۔ فلسطینی اکثریتی علاقے اب محض غزہ کی پٹی (جو ایک طرف مصر سے متصل ہے) اور دوسری جانب ویسٹ بینک تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ ان حالات کے پس منظر کو دیکھتے ہیں۔

اکتوبر 1917 میں برطانیہ کی فوجوں نے فلسطین کو فتح کر کے ترک سلطنت عثمانیہ کا کئی سو سالہ دورِ حکمرانی ختم کیا۔ اس وقت فلسطین میں یہودی آبادی کا تناسب 6 فیصد تھا۔ یہودیوں پر یورپ میں پہلی جنگِ عظیم (1914-1918) کے دوران بہت سے مظالم ہوئے۔ نومبر 1917 میں برطانیہ کے سیکریٹری خارجہ آرتھر بیلفور نے ایک سرکاری خط میں اعلان کیا کہ یہودیوں کو فلسطین میں "قومی گھر" دیا جائے گا۔ اس کو Balfour Declaration کہا جاتا ہے۔ یہاں سے فلسطینیوں کے کٹھن دور کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کے بعد بڑے پیمانے پر یہودی ہجرت کر کے فلسطین آتے گئے یہاں تک کہ 1947 میں یہودی آبادی کا تناسب 37 فیصد ہو چکا تھا۔

اقوام متحدہ کی بہت سی قراردادیں آئیں، حل تجویز ہوئے، لیکن کوئی حل عملی شکل تک جانے سے پہلے ہی متنازع ہونے سے نہ بچ سکا۔ فلسطینی کم وسائل زیادہ مسائل اور پابندیوں میں زندگی گزارتے چلے جا رہے ہیں۔ قبضوں، نسل کشی، جبری انخلا (☆) کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔

بیت المقدس، یروشلم

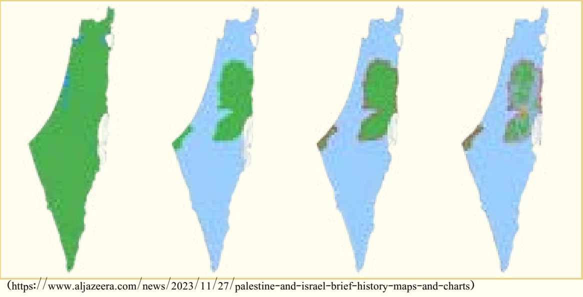

(https://www.aljazeera.com/news/2023/11/27/palestine-and-israel-brief-history-maps-and-charts)

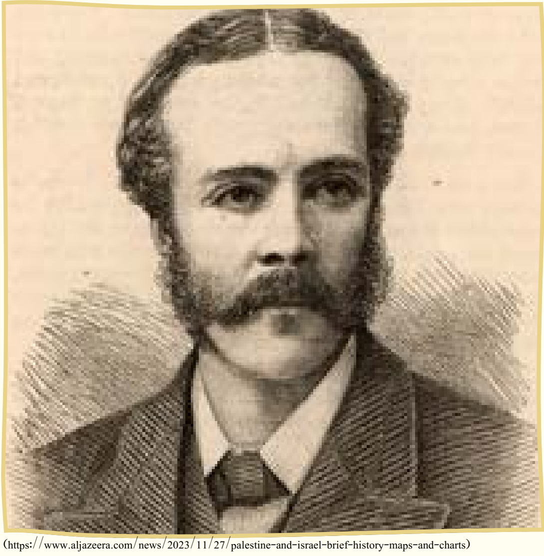

(https://www.aljazeera.com/news/2023/11/27/palestine-and-israel-brief-history-maps-and-charts)

آرتھر بیلفور

ایسے میں فلسطین میں آزادی کی تحریکوں اور تنظیموں نے بھی سر اٹھایا۔ لیکن آج حالات کچھ یوں ہیں کہ دنیا کے قریباً 14.7 ملین یہودیوں میں سے 85 فیصد یہودی اسرائیل میں رہتے ہیں۔ اس کے برعکس دنیا کے قریباً 14.5 ملین فلسطینیوں میں سے نصف سے کچھ زائد دنیا کے مختلف حصّوں میں ہجرت کر کے جا چکے ہیں۔

(https://www.aljazeera.com/news/2023/11/27/palestine-and-israel-brief-history-maps-and-charts)

یہ شاید تاریخی اعتبار سے اپنی طرح کی واحد مثال ہے جہاں باہر سے آنے والوں نے آبائی لوگوں کو اپنی ہی سرزمین سے بے دخل کر دیا۔ اسرائیل نے کئی بار مصر سے غزہ آنے والے راستے کو بند کیا جو غزہ تک بین الاقوامی امداد پہنچانے کا واحد راستہ ہے اور جس کے نتیجے میں غزہ کے لوگ بیماریوں اور بھوک میں بے یار و مددگار رہ جاتے ہیں۔

جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ ان حالات کے تناظر میں بہت سے گروہ اور تنظیمیں بنیں، "حماس" (حرکۃ المقاومہ الاسلامیہ) ان میں سے ایک قوم پرست عسکری گروہ ہے اور آجکل غزہ کی پٹی پر انہی کی حکومت ہے۔ دیگر تحریکات کی نسبت حماس اس طرف زیادہ مائل ہے کہ صرف عسکری جارحیت سے ہی فلسطین کو آزادی مل سکتی ہے۔ مزید یہ اسرائیل کی الگ ریاست یا دو ریاستی حل کے بھی خلاف ہیں۔

حوثی (Houthi)

حوثی یمن سے اٹھنے والی شیعہ مسلم عسکری سیاسی اور مسلح تنظیم ہے۔ آجکل غزہ میں ہونے والی جنگ میں یہ بھی شامل ہو گئے ہیں، کیونکہ یہ اسرائیل کو جنگ سے روکنے کے لیے بحیرہ احمر سے گزرنے والے تجارتی بحری بیڑوں پر حملے کر رہے ہیں، جس سے برطانیہ اور امریکہ کو بھی بہت مالی نقصان ہو رہا ہے۔

دورِ حاضر کی جنگیں سیاسی ہیں یا مذہبی؟

انسانی آبادیاں ہمیشہ سے قومیت، رنگ و نسل اور جغرافیائی لحاظ سے بٹی رہی ہیں۔ تنازعات، ٹکراؤ اور تصادم ہمیشہ سے ہے اور رہے گا۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ ان تنازعات کا حل کچھ اصولوں کے تحت ہو، بے جا انسانی نقصان نہ ہونے دیا جائے اور انصاف سے معاملہ نپٹایا جائے نہ کہ طاقت ور کے ہاتھ میں تمام تر اختیار ہو، اور وہ کسی کو جوابدہ نہ ہو، اور جو چاہے جیسا چاہے کمزور قوموں کو نشانہ بنائے۔ کیونکہ اس طرح کی جبری حکمتِ عملی سے مسلح گروہ بنتے ہیں جو کہ دیرپا امن کبھی نہیں ہونے دیتے۔ جیسا کہ طالبان، حوثی، حماس وغیرہ۔ یہ گروہ دہائیوں کی ناانصافی اور عوامی رائے دہی کو دبانے سے وجود میں آتے ہیں۔ اور پھر جب طاقت ور ملکوں نے ایسے علاقوں کو کنٹرول کرنا ہو تو کبھی وہ ان سے معاہدے کر کے ان کی مدد کرتے ہیں تو کبھی ان کو کچلنے کے لیے بے جا طاقت کا استعمال کرتے ہیں۔ ان معاملات سے اسلام یا کسی بھی مذہب کا کوئی تعلق نہیں۔

اوپر ان گروہوں کی مثالوں سے بھی واضح ہوتا ہے کہ آج کی دنیا میں کوئی تنازعہ مذہبی نہیں۔ جیسا کہ پیارے حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے 2024 کے Peace Symposium کے خطاب میں توجہ دلائی کہ آج کی جنگیں جغرافیائی اور سیاسی تنازعات اور طاقت کے بے جا استعمال کی وجہ سے ہیں نہ کہ مذہب کی وجہ سے۔ اور یہ بھی توجہ دلائی کہ انصاف کے بغیر امن ممکن نہیں۔

https://www.pressahmadiyya.com/press-releases/2024/03/global-muslim-leader-calls-for-ceasefire-in-gaza-and-ukraine-says-privileged-nations-are-wielding-their-veto-like-a-trump-card/

امت مسلمہ، موجودہ تنازعات اور قرآن کا حکم

بدقسمتی سے آج مسلمان ممالک اپنے اپنے مفادات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، اپنے مفاد کے لیے ایک دوسرے کو ضرب لگانے سے گریز نہیں کرتے۔ کیا ایسے پیچیدہ حالات اور قرآن کی تعلیم سے کوسوں دور امت کو حکم اور عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور آپ کی خلافت کے بغیر درست سمت اور وحدت مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

پس چاہیے کہ آپس کے تنازعات قرآن پاک کی روشنی میں حل کریں جیسا کہ سورۃ الحجرات کی آیات 10 اور 11 کی روشنی میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "خلیج کا بحران اور نظام جہان نو" میں وضاحت کی ہے تو آپس میں وحدت قائم ہو سکتی ہے، اور پھر کوئی مسئلہ کسی ایک ملک کا نہیں بلکہ تمام امت کا مسئلہ ہو گا۔

ہم بحیثیت ایک فرد کیا کر سکتے ہیں؟

جیسا کہ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بار بار تلقین کی ہے ہمیں ہر جگہ، جہاں ہماری بساط (☆) میں رسائی ہو، امن کے لیے آواز اٹھانا ہو گی اور اسلام کا پُر امن پیغام دنیا تک پہنچانا ہو گا اور خلافت سے وابستہ رہ کر دعاؤں کو بدستور جاری رکھنا ہو گا۔

دنیا کی اقوام خدا کو پہچانیں، اور اپنے اصل دشمن یعنی غربت، جہالت اور بیماریوں کو پہچانیں اور اپنی طاقتیں اس طرف صَرف کریں۔ جنگ کی تیاری اور عسکری صلاحیت رکھنے کا تو قرآن نے بھی حکم دیا ہے (سورۃ الانفال: 61) لیکن انصاف کو اور انسانی جان کی حرمت کو اہمیت دی ہے وہ قائم کرنی ہو گی۔ بین اقوامی سطح پر مسلمان امت کو ایک متحد آواز کی صورت میں اُبھرنا ہو گا۔ اور یہ خلافت سے وابسطہ ہوئے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خود بھی خلافت سے جڑے رہنے اور تمام دنیا کو بھی خلافت کے پُر امن جھنڈے تلے اکھٹا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

سورۃ الفاتحہ

پڑھنے کی افادیت

سورۃ الفاتحہ پڑھنے کی افادیت

Hounslow North-حانیہ سعید

سورۃالفاتحہ مکی سورت ہے اور اس کی بسم اللہ سمیت سات آیات ہیں۔
سورۃالفاتحہ دعاقبول کرنے والی، دم والی اور شفادینے والی سورت ہے۔
سورۃالفاتحہ کی اہمیت اور بلند درجہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت جگہ بیان فرمایاہے۔ ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ الحمد للہ کے دوسرے نام ام القرآن اور ام الکتاب اور السبع المثانی (یعنی سات بار بار دہرائی جانے والی آیات) بھی ہیں۔

(تفسیر کبیر۔ جلد اول۔ صفحہ نمبر 2,3)

سورۃالفاتحہ دعاقبول کرنے والی سورت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ سورۃالفاتحہ قرآن کا خلاصہ اور اس کا مغز ہے اوراس سورت کو کثرت کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ اگر کوئی آپ سے یہ پوچھتا کہ کوئی وظیفہ بتائیں تو آپ اسے نمازپڑھنے کے ساتھ ساتھ سورۃ الفاتحہ کثرت سے پڑھنے کی ہدایت فرماتے اور آپ کاخود بھی یہ معمول تھا کہ ہر دعا سے پہلے سورۃ الفاتحہ پڑھتے پھر بعد میں کوئی اور دعا کرتے تھے۔ سورۃالفاتحہ وہ سب سے بڑی دعاہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سکھائی ہے اور ہر روز کئی بار پڑھی جاتی ہے۔

(قبولیت دعاکے طریق۔ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ صفحہ نمبر 9)

سورۃ الفاتحہ کا دم۔ جسمانی اور روحانی معارض کی دوا

سورۃالفاتحہ کا نام دم کرنے والی سورت بھی ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے، ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے ذکر کیا کہ کسی کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔ میں نے اس پر سورۃالفاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا اور اسے شفا ہوگئی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: تم کو کس طرح معلوم ہوا کہ یہ دم کرنے والی سورت ہے۔ صحابی نے جواب دیا:
"یارسول اللہ! بس میرے دل میں ہی یہ بات آگئی۔

(تفسیر کبیر۔ جلد اول۔ صفحہ نمبر 4)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
"سورۃ الفاتحہ شفاہے کہ اس میں تمام اُن وساوس کا رڈّ ہے جو انسان کے دل میں دین کے بارہ میں پیدا ہوتے ہیں اور وہ رُقیۃ ہے کہ علاوہ دَم کے طور پر استعمال ہونے کے، اس کی تلاوت شیطان اور اس کی ذریت کے حملوں سے انسان کو بچاتی ہے۔"

(تفسیر کبیر۔ جلد اول۔ صفحہ نمبر 4)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔
"خداوند کریم نے سورۃ الفاتحہ میں تمام قرآن شریف کی طرح روحانی مرضوں کی شفار کھی ہے۔ اور باطنی بیماریوں کا اس میں وہ علاج موجود ہے کہ جو اس کے غیر میں ہرگز نہیں پایا گیا"۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 405، روحانی خزائن جلد 1)

آج کے ترقی یافتہ دور میں بعض اسلامی ممالک کے ہسپتالوں میں قرآن مجید کی سورتوں سے علاج کیا جارہا ہے۔ علاج کے اس طریق میں سورۃ الفاتحہ اور چند اور سورتوں کی تلاوت مریض کے قریب اُونچی آواز میں سنائی جاتی ہے۔ اس طریق سے مختلف بیماریوں میں مبتلا مریض شفا پارہے ہیں۔

(بحوالہ مضمون سورۃ فاتحہ کا تعارف فاتحہ کی زبانی۔ الفضل 17 ستمبر 2021)

اُمُّ الکتاب

(درثمین، صفحہ نمبر 51)

اے دوستو جو پڑھتے ہو اُمّ الکتاب کو
اب دیکھو میری آنکھوں سے اس آفتاب کو

سوچو دعائے فاتحہ کو پڑھ کے بار بار
کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار

دیکھو خدا نے تم کو بتائی دُعا یہی
اس کے حبیب نے بھی پڑھائی دُعا یہی

پڑھتے ہو پنج وقت اِسی کو نماز میں
جاتے ہو اس کی رہ سے درِ بے نیاز میں

اُس کی قسم کہ جس نے یہ سُورت اُتاری ہے
اس پاک دل پہ جس کی وہ صورت پیاری ہے

یہ میرے ربّ سے میرے لئے اِک گواہ ہے
یہ میرے صدقِ دعویٰ پہ مہرِ اِلٰہ ہے

میرے مسیح ہونے پہ یہ اِک دلیل ہے
میرے لئے یہ شاہدِ ربِ جلیل ہے

پھر میرے بعد اَوروں کی ہے انتظار کیا
توبہ کرو کہ جینے کا ہے اعتبار کیا

پیدائشِ نو (☆)

شازیہ پروین۔Dudley

16 جولائی 2016 ہماری زندگی کی بہت ہی اہم تاریخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن مجھے اور میرے شوہر کو بیعت کرنے کی توفیق عطا کی اس لیے یہ دن ہمارے لیے پیدائش نو کا دن بن گیا۔ اہلسنّت سے لے کر احمدیت کا سفر اپنے اندر جستجو، تحقیق، سوال و جواب، خوابوں اور بے شمار دعاؤں کا سمندر لیے ہوئے ہے۔ اس سفر کی شروعات کچھ اس طرح ہوئی!

میں اور میرے شوہر اکثر سوشل میڈیا پر موجود مذہبی پروگراموں کے کلپ اور فقہی مسائل وغیرہ دیکھنے اور سننے کے بعد ایک دوسرے سے اس کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ جیسے کہ اسلام میں نکاح، طلاق، خلع، حلال، حرام اور دیگر فقہی مسائل وغیرہ۔ مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے علماء ایک ہی مسئلہ پر الگ الگ رائے دیتے، جو ہمیں اور زیادہ اُلجھاتی اور مسائل کو سمجھنے میں دقّت کا باعث بنتی۔ ہمیں بھی عام غیر احمدی پاکستانی مسلمانوں کی طرح احمدیت کی سچی تعلیم سے کوئی واقفیت نہیں تھی۔ ہم بھی غیر احمدیوں کی طرح سوچ رکھتے اور احمدی مسلمانوں کو غیر مسلم ہی تصور کرتے تھے اور کبھی ہمیں یہ توفیق نہیں ملی تھی کہ احمدیوں کا موقف سن کر قرآن سے اس کی تصدیق کرتے۔

میرے شوہر کے ایک دوست، محترم جناب فضل سید صاحب جو احمدی ہیں، ان سے چند ایک ملاقاتوں میں میرے شوہر کو ان کا موقف سننے کا موقع ملا۔ لیکن ہم لوگوں نے بھی عام غیر احمدی مسلمانوں کی طرح کوئی خاص توجہ نہ دی لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور احسان سے ہماری راہوں کو احمدیت کی طرف موڑ دیا۔

ہوا یوں کہ ایک دن میں سوشل میڈیا پر ایک غیر احمدی عالم جناب جاوید احمد غامدی صاحب کی کچھ مذہبی گفتگو سن رہی تھی۔ اس دوران میں نے غامدی صاحب کی وفاتِ مسیح علیہ السلام پر دلیل سنی جس میں انہوں نے قرآن پاک کی آیت کا حوالہ دیا۔ مجھے بہت حیرت ہوئی کہ بہت سارے علماء تو حضرت عیسیٰؑ کو زندہ بتاتے ہیں تو پھر یہ صاحب ان کو قرآن پاک سے وفات یافتہ کس طرح بتا رہے ہیں؟

میں نے فوراً ترجمہ والا قرآن کھولا اور وہی آیت نکال کر ترجمہ پڑھا لیکن جو ترجمہ میرے پاس تھا اس میں وفات کا لفظ نہیں لکھا تھا۔ مجھے بات سمجھ نہ آئی تو میں نے حسبِ عادت اپنے شوہر سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے بھی وہ آیت پڑھی اور ترجمہ دیکھا۔ ان کو بھی کچھ سمجھ نہ آسکا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ بالکل یہی بات تو میرا احمدی دوست بھی کرتا ہے۔ پھر انہوں نے اپنے دوست کو فون کیا اور ان سے سوال کیا کہ وفاتِ عیسیٰؑ کے بارے میں ان کی رائے کیا ہے۔ ان کے دوست جناب فضل سید صاحب نے میرے شوہر کو قرآن کی آیات سے بات شروع کرتے ہوئے آیت کا مطلب سمجھایا۔ اسپیکر کھلا ہوا تھا اور میں بھی سن رہی تھی، پھر میرے شوہر کے دوست نے کانفرنس کال کے ذریعے ایک احمدی مبلغ جناب مشہود بٹ صاحب سے ہماری بات کروائی۔ مشہود بٹ صاحب نے میرے اور میرے شوہر کے چند سوالات کے بہت ہی مناسب اور آسانی کے ساتھ سمجھ میں آجانے والے جوابات دیے۔ پھر ہم دونوں میاں بیوی نے مزید اس پر تحقیق شروع کر دی، کچھ دن بعد ہم دونوں نے پھر جناب مشہود بٹ صاحب سے کچھ نئے سوالات کے ساتھ گفتگو کی۔ انہوں نے نہایت ہی عمدہ طریقے سے ہماری رہنمائی کی اور ساتھ ہی ہم سے کہا کے ہم لوگ چوتھے خلیفہ، حضرت مرزا طاہر احمدؒ کی انٹرنیٹ پر سوال و جواب کی محفل سنا کریں۔ پھر اس کے بعد میں نے اور میرے شوہر نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے سوالات اور جوابات کے پروگرام دیکھنے شروع کر دیے۔ اور ہمیں ہمارے تمام سوالات کے جوابات ملتے چلے گئے۔

اسلام کی سچائی، حضرت اقدس محمد ﷺ کی سچی تعلیمات، آخری زمانے کے لیے آپ ﷺ کی پیشگوئیاں، احادیث میں آخری زمانے میں آنے والے مسیح ومہدیؑ کا مقام، حضرت مسیح موعودؑ کا آنحضرت ﷺ سے عشق، یاجوج ماجوج، دجال کی حقیقت اور دوسرے کئی موضوعات پر ہمارے علم میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ہم دونوں میاں بیوی نے احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان کے اختلافی مسائل، جیسے کہ خاتم النبیینؐ کی تشریح، حضرت عیسیٰؑ کی وفات اور امام مہدیؑ کے ظہور وغیرہ کا جائزہ لیا اور اہلِ سنت اور اہلِ تشیع علماء کا موقف اور احمدی مسلمانوں کا موقف تفصیل سے سمجھا اور قرآن اور احادیث سے رہنمائی حاصل کرتے رہے۔ ہمیں صاف صاف نظر آنے لگا کہ اسلام کی سچی تعلیمات سوائے احمدیت کے اور کہیں بھی نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور احسان سے ہمارے دلوں کو احمدیت کی سچی تعلیمات قبول کرنے کے لیے نرم کر دیا۔ ہم دونوں میاں بیوی اللہ تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے پہلے سے بھی بڑھ کر دعائیں کرنے لگے۔ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو بہت زیادہ سنتی تھی اور اپنے شوہر کو بھی ان کی ویڈیوز دکھاتی تھی۔ میرے شوہر کہتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب کسی موضوع پر بات کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کے ان کے منہ سے پھول جھڑ رہے ہوں۔

میں نے اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو کئی مرتبہ خواب میں بھی دیکھا کہ حضور درس دے رہے ہیں اور میں سن رہی ہوں۔ پھر جب ہم دونوں میاں بیوی نے امامِ وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے چہرہ پر نور کو دیکھا تو اپنے دلوں میں ہم خوب سمجھ گئے کہ یہ سلسلہ خدا کا قائم کیا ہوا ہے۔ پھر بہت جلد ہی ہمارے دل بیعت کرنے کی طرف مائل ہو گئے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور احسان سے مجھے اور میرے شوہر کو تین بچوں سمیت بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمد للہ!

معزز قارئین کے لیے ایک سلسلہ

فرشتوں سے ملاقات

ہم اکثر جب کسی مسئلہ میں پھنس جاتے ہیں تو پہلے سے بڑھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں ۔ اس وقت خوب گریہ و زاری کا موقع ملتا ہے۔ پھر پیارے حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کی درخواست بھی کرتے ہیں۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے رجوع برحمت ہوتا ہے اور ہمیں اس پریشانی یا مسئلہ سے نجات مل جاتی ہے۔ بعض اوقات کوئی ہماری مدد کو آجاتا ہے، جسکے متعلق ہمیں یقین ہوتا ہے کہ وہ غیبی مدد ہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی جماعت سے یہی اُمید تھی کہ

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو۔"

(ملفوظات جلد 2 ایڈیشن 2022 صفحہ نمبر 523)

اگر آپ کے ساتھ کبھی ایسا ہوا ہے تو ہمیں لکھ بھیجیں، جو دوسری بہنوں کے لیے بھی ازدیادِ ایمان کا باعث ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

فرشتوں سے ملاقات

(صدیقہ سلطانہ-Oxford)

کچھ دنوں سے میری گاڑی، سوزوکی مہران، جس کو میں پیار سے مہارانی بھی کہتی تھی، ایک خرابی سے دوچار ہو رہی تھی۔ اس کے انجن میں کوئی چھوٹی سی تار تھی جو ڈھیلی ہونے کی وجہ سے اپنی جگہ سے ہٹ جاتی اور گاڑی کا انجن چلتے چلتے ایک دم بند ہو جاتا۔ کراچی کی بھری ٹریفک میں گاڑی کی رفتار پہلے تو آہستہ آہستہ کم ہوتی اور پھر بالآخر کہیں بھی سڑک کے درمیان میں گاڑی رُک جاتی۔ میں کبھی تو انڈیکیٹر دے کر بمشکل سڑک کے کنارے تک پہنچ جاتی، لیکن جب یہ ممکن نہ ہوتا تو عین پیچھے سے آنے والی تیز رفتار گاڑیوں کے بے صبرے ڈرائیورز کو آگاہ کرنے کے لیے ڈبل انڈیکیٹر چلا دیتی۔ مگر ان کا غصہ اونچے اونچے ہارن کی صورت میں سہنا پڑتا۔ اور آگے نکلتے ہوئے جب ان کو یہ معلوم پڑتا کہ گاڑی چلانے والی ایک برقع پوش خاتون ہے تو پھر ایک دم سے میں ان کی خالہ بن جاتی اور وہ "خالہ" کی گاڑی کو دھکا لگانے کی پیشکش کر کے آگے نکل جاتے۔ میں، جو پہلے ہی گاڑی کی خرابی کی وجہ سے پریشان حال ہوتی، مزید پریشان ہو جاتی۔ اس کے علاوہ بھی اس طرح اچانک گاڑی کا کراچی شہر کی مصروف ترین سڑکوں پر رُک جانا بذاتِ خود بہت خطرناک صورت حال تھی جو کسی شدید حادثہ کا بھی باعث بن سکتی تھی۔

میں سڑک کے عین درمیان میں گاڑی سے اترتی، اسکا بونٹ کھولتی، اس تار کو جوڑتی اور بونٹ بند کرتی۔ واپس آکر گاڑی میں بیٹھتی، سٹارٹ کرتی اور پھر چلتی۔ ابھی تھوڑا سا ہی چلتی کہ ذرا سا جھٹکا لگتا، وہ تار اپنی جگہ سے ہِل جاتی اور گاڑی پھر بند ہو جاتی۔ میں پھر وہی انڈیکٹر دیتی، رُکتی، اترتی، تار کو جوڑتی، ابھی چلتی ہی کہ پھر رُک جاتی۔ چھوٹا سا سفر بھی انگریزی کا Suffer بن جاتا۔ اور میرا تو سفر ہی بہت لمبا تھا۔ بڑی ہی مشکل تھی۔ میں گاڑی میکینک کے پاس لے جانا چاہ رہی تھی مگر وہ دن میرے دفتر میں نہایت مصروفیت کے دن تھے۔ مجھے صبح اپنے بچوں کو تیار کر کے، ان کو اسکول چھوڑ کے، پھر اپنے افسر سے بھی پہلے دفتر پہنچنا ہوتا تھا تاکہ میں کام تیار کر کے دکھا سکوں جو میں نے پچھلی شام دیر تک دفتر میں رک کر مکمل کیا تھا۔

غرض صبح دیر سے دفتر نہیں جاسکتی تھی، نہ شام میں وقت بچتا تھا اور نہ ہی چھُٹی لے سکتی تھی کہ میکینک کو گاڑی دکھادوں۔ دفتر دور تھا اس لیے گاڑی پہ جانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ ٹیکسی یا رکشہ لے لیتی اگر گھر کے قریب سے ملتے۔ گھر کا کوئی اور فرد مجھے لفٹ بھی نہیں دے سکتا تھا، کیونکہ میرا دفتر کسی کے راستے میں نہیں تھا۔ کوئی ایسی بس نہیں چلتی تھی جو گھر، بچوں کے سکول اور میرے دفتر کے درمیان چلے اور میں وقت پر بھی پہنچ جاؤں۔ گاڑی ہی واحد ذریعہ تھی اور وہی خراب تھی۔ مرتی کیانہ کرتی، اپنی "مہارانی" کو بڑے صبر سے گھسیٹ رہی تھی۔

سخت ذہنی کوفت اور پریشانی کے عالم میں ہی میں نے اُس صبح بھی گاڑی نکالی۔ خوب دعائیں پڑھ پڑھ کر پھونکیں، صدقہ نکالا اور بچوں کو بھی دعاؤں پر لگایا۔ اللہ اللہ کر کے بچوں کو خیر وعافیت سے اسکول چھوڑا جبکہ راستے میں کہیں بھی گاڑی نے مسئلہ نہیں کیا۔ بچوں کو اسکول چھوڑنے کے بعد میں اپنے دفتر کی طرف چل پڑی۔ دل ہی دل میں بہت شکر ادا کر رہی تھی کہ ابھی تک گاڑی نہیں رُکی اور میں وقت پر دفتر پہنچ جاؤں گی۔ مگر یہ نہیں جانتی تھی کہ "ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں"۔ جیسے ہی اسکول کی ٹریفک سے نکل کر شاہراہ پر Rush والی جگہ پہنچی ہوں، تو گاڑی بند ہو گئی۔ اس وقت مجھے یوں لگا میرا تو دل ہی بند ہو گیا ہے۔ میں اتنے دنوں سے خراب گاڑی چلاتے اور خود ہی اسے ٹھیک کرتے کرتے اب اتنی تھک چکی تھی کہ بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ میں وہیں رکی رہی، اس وقت مجھے کسی ہارن کی بالکل بھی پرواہ نہیں رہی تھی۔ میں نہ گاڑی سے نیچے اتری، نہ بونٹ کھولا اور نہ ہی تار جوڑی۔ اور اللہ کو پکارنے لگی کہ یا اللہ، تو ہی بتا کیا میرا تیرے سوائے کوئی اور مددگار ہے؟ میں یہاں ایسی مشکل صورت حال میں، گاڑیوں کے سیلاب میں، اجنبی لوگوں کے ہجوم میں، بیچ سڑک پر تنہا کھڑی ہوں۔ نہ گاڑی یہیں چھوڑ کر کہیں جاسکتی ہوں، نہ اس کو چلا سکتی ہوں۔ نہ گھر کا کوئی فرد یہاں آسکتا ہے اور نہ ہی میں کچھ کر سکتی ہوں۔

اب تو ہی بتا کہ میں کیا کروں؟اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ میں کچھ دیر تک روتی رہی اور اپنے اللہ کو مدد کے لیے پکارتی رہی۔ اسی اضطراب میں میرے دل میں آیا کہ یوں بیٹھے رہنے سے تو کچھ نہیں ہو گا، جس طرح اتنے دنوں سے ٹھیک کر کے چلا رہی ہوں اُسی طرح ٹھیک کرتی ہوں، دیر سے ہی سہی، کبھی تو دفتر پہنچ ہی جاؤں گی۔ اس خیال کے آتے ہی میں نے اپنے آنسو صاف کیے، گاڑی سی اُتری، بونٹ کھولا اور تار کو جوڑنے لگی۔ ابھی تار ہاتھ میں پکڑی ہی تھی کہ ایک آواز آئی،"کیا ہوا، گاڑی خراب ہوگئی؟"میں نے سُنی اَن سُنی کر دی کہ اب اس بندہ کو کیا بتاؤں۔ اتنے میں وہ آگے بڑھا اور کہا،"میں میکینک ہوں، اپنی ورکشاپ پر ہی جارہا ہوں، کیا ہوا ہے؟"میں نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ڈھیلی تار اُسے دکھا دی۔ اس نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں اور یہ کہہ کر اُس نے اُسی لمحہ میری ہی گاڑی کے انجن میں سے کوئی دوسری تار نکالی، اپنے منہ سے اسکا اگلا حصہ چھیلا، اسکو پہلی تار سے اچھی طرح جوڑا اور پھر اسکو انجن میں فکس کر دیا اور کہا کہ اب گاڑی چلتے ہوئے اس وجہ سے بند نہیں ہوگی، آپ سٹارٹ کریں۔ میں واپس آکر گاڑی میں بیٹھی، سٹارٹ کی اور گاڑی سٹارٹ ہوگئی۔ میں نے اسکا شکریہ ادا کرنے اور اسکو پیسے دینے کی خاطر ابھی اپنے پرس کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس نے اپنا دایاں ہاتھ اُٹھا کر خدا حافظ کا اشارہ کیا اور چلا گیا۔ میں حیرت زدہ ہو کر گاڑی چلانے لگی کیونکہ بیچ سڑک میں مزید دیر کے لیے گاڑی کھڑی کرنے کی کوئی وجہ نہیں رہی تھی۔ اب گاڑی تو چلنے لگی تھی مگر میری سوچ وہیں رک گئی۔ میں خدا کا شکر ادا کرنے لگی، میرا دل اور میری روح اللہ کے حضور سجدہ ریز تھے۔ میرے آنسو تھمتے نہیں تھے۔ میں اس غیر ممکنہ اور غیر متوقعہ بات پر حیران تھی کہ جس لمحہ مَیں گاڑی سی نکلی اسی وقت اُس شخص کا وہاں سے گذر ہوا، اور وہ میکینک ہی تھا۔ یہ دنیاداروں کی نظر میں تو محض ایک اتفاق ہو سکتا ہے، مگر میرے دل کو پتہ ہے کہ وہ خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ ہی تھا، جو عین وقت پر مدد کو آیا۔ کیونکہ اس کے بعد کبھی بھی گاڑی میں وہ مسئلہ نہیں آیا۔ اپنی کم مائیگی کا اچھی طرح پتہ ہے مجھے۔ یہ فقط خدا کا فضل ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے منسلک ہونے کا فیض ہے کہ خدا ہم جیسوں کی پکار کو بھی سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا قرب عطا کرے اور ہم اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی تمنّا کرنے والے ہوں۔ آمین

جاننا اچھا ہے

(امۃ الحی خالد۔Scunthorpe)

فدیہ کیا ہے؟اور کِس پر فرض ہے؟

اگر انسان مریض ہو خواہ وہ مرض لاحق ہو یا ایسی حالت میں ہو جس میں روزہ رکھنا یقیناً مریض بنا دے گا جیسے حاملہ یا دودھ پلانے والی عورتیں یا ایسا بوڑھا شخص جس کے قویٰ میں انحطاط شروع ہو چکا ہو یا پھر اتنا چھوٹا بچّہ ہو جس کے قویٰ نشو نما پا رہے ہوں تو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہیے اور ایسے شخص کو اگر آسودگی حاصل ہو تو ایک آدمی کا کھانا کسی کو دے دینا، فدیہ ہے۔ اور اگر طاقت نہ ہو تو نہ سہی۔ ایسے شخص کی نیّت ہی اللہ کے نزدیک اس کے روزہ کے برابر ہے۔

(فقہ احمدیہ حصّہ اوّل۔صفحہ نمبر294)

فدیہ کون وصول کر سکتا ہے؟

ضروری نہیں کہ فدیہ کسی ایسے غریب کو ہی دیا جائے جو روزہ رکھتا ہو۔ اصل مقصد مستحق نادار کو کھانا کھلانا ہے۔ خواہ وہ خود روزہ رکھ سکتا ہو یا کسی عذر کی بنا پر نہ رکھ سکتا ہو، ورنہ ایک غیر مستطیع کے لیے ندامت، توبہ، استغفار، دعا، ذکرِ الٰہی اور خدمتِ دین کا استلزام کفایت کرے گا۔

(فقہ احمدیہ حصّہ اوّل۔صفحہ نمبر297)

حمل کے دوران روزہ کیوں نہیں رکھنا چاہیے؟

قرآن میں صرف بیمار اور مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنے کی وضاحت ہے۔ دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ کے لیے کوئی ایسا حکم نہیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بیمار کی حدود میں رکھا ہے۔

(فقہ احمدیہ حصّہ اوّل۔صفحہ نمبر291)

آج کل سفر اتنا آسان ہے تو روزہ کیوں نہیں رکھ سکتے؟

سفر میں روزے کی چار صورتیں ہیں:

1. اگر سفر جاری ہو یعنی پیدل یا سواری پر۔ اور چلتا جا رہا ہو تو روزہ نہ رکھا جائے۔ کیونکہ اس صورت میں روزہ چھوڑنا ضروری ہے۔
2. اگر سفر کے دوران کسی جگہ رات کو ٹھہرنا ہے اور سہولت میّسر ہے تو روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ یعنی روزہ رکھنے اور نہ رکھنے دونوں کی اجازت ہے۔
3. سحری کھانے کے بعد گھر سے سفر شروع ہو اور افطاری سے پہلے پہلے سفر ختم ہو جائے یعنی گھر واپس آجانے کا ظن غالب ہو تو روزہ رکھ سکتے ہیں۔
4. اگر کسی جگہ 15 دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنا ہو تو وہاں سحری کا انتظام کیا جائے اور روزہ رکھا جائے۔

(فقہ احمدیہ حصّہ اوّل۔صفحہ نمبر290)

روزے کے فوائد

(ھبہ باقی۔Reading)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر کبیر میں روزہ رکھنے کے مندرجہ ذیل فوائد بیان کیے ہیں:

- روزہ رکھنے والا برائیوں اور بدیوں سے بچ جاتا ہے۔
- روزہ رکھنے والے کی روحانی نظر تیز ہو جاتی ہے اور وہ ان عیوب کو دیکھ لیتا ہے جو اسے پہلے نظر نہ آتے تھے۔
- روزہ رکھنے والا تقویٰ پر ثباتِ قدم حاصل کرنے والا بنتا ہے اور روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل ہوتے ہیں۔
- روزہ رکھنے والے انسان کا خدا تعالیٰ سے اعلیٰ درجہ کا اتصال ہو جاتا ہے اور خدا خود اس کا محافظ بن جاتا ہے۔
- روزہ رکھنے کا اک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا الہام انسانی قلب پر نازل ہوتا ہے اور اس کی کشفی نگاہ میں زیادہ جِلا (☆) اور نور پیدا ہوتا ہے۔
- رمضان کے ذریعہ استقلال کی عادت بھی ڈالی جاتی ہے کیونکہ یہ نیکی متواتر ایک عرصہ تک چلتی ہے۔
- روزوں کا یہ ایک بہت بڑا فائدہ ہے کہ اس کے ذریعہ انسان کو نیکی کے لیے مشقت برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔
- روزے خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں اور روزے رکھنے والا خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنا لیتا ہے جو اسے ہر قسم کے دکھوں اور شرور سے محفوظ رکھتا ہے۔
- روزوں کا ایک روحانی فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے انسان خدا تعالیٰ کی مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔
- روزے سے انسان کے اندر ضبط نفس کی قوت پیدا ہوتی اور اللہ تعالیٰ اس کے قدم نیکیوں کے میدان میں بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 166 تا 173)

بیگم پاکستان گئی اے!

(شمائلہ نورین-Reading)

(مزاحیہ نظم)

بیگم پاکستان گئی اے
پورے کرن ارمان گئی اے
اک اک کر کے، تھوڑے تھوڑے
کمیٹیاں پا کے جتنے جوڑے
اوہ سارے ڈالر اُڑان گئی اے
بیگم پاکستان گئی اے
کہندی سی مینوں غصے وچ آ کے
کی کرنا میں ڈھیر سارے لے جا کے
میں تے ایناں چوں وی لے آنے بچا کے
تے چھے (6) واری اونے ہور منگا کے
جمع پونجی ساری مُکان گئی اے
بیگم پاکستان گئی اے
لمبیاں لمبیاں نصیحتاں سنا کے
سارے گھر دے کم سمجھا کے
ادھیاں چیزاں نوں تالے لا کے
فیر وی بڑی پریشان گئی اے

بیگم پاکستان گئی اے
اوہ میم بن کے وکھائے گی
کسے کم نوں ہتھ نئیں لائے گی
بیٹھ کے ساریاں تے حکم چلائے گی
خوب خدمت کران گئی اے
بیگم پاکستان گئی اے
پائے گی کپڑے جوتیاں برانڈڈ
لائے گی جیولری میک اپ میچنگ
فیشن Latest کر کے Follow
بن اوہ ماہرہ خان گئی اے
بیگم پاکستان گئی اے
ماں دے ہتھ دے کھانے کھا کے
گھر وچ ای پوریاں ناشتے منگا کے
سوریاں تے پیکیاں دیاں دعوتاں کھا کے
چنگا وزن ودھان گئی اے
بیگم پاکستان گئی اے

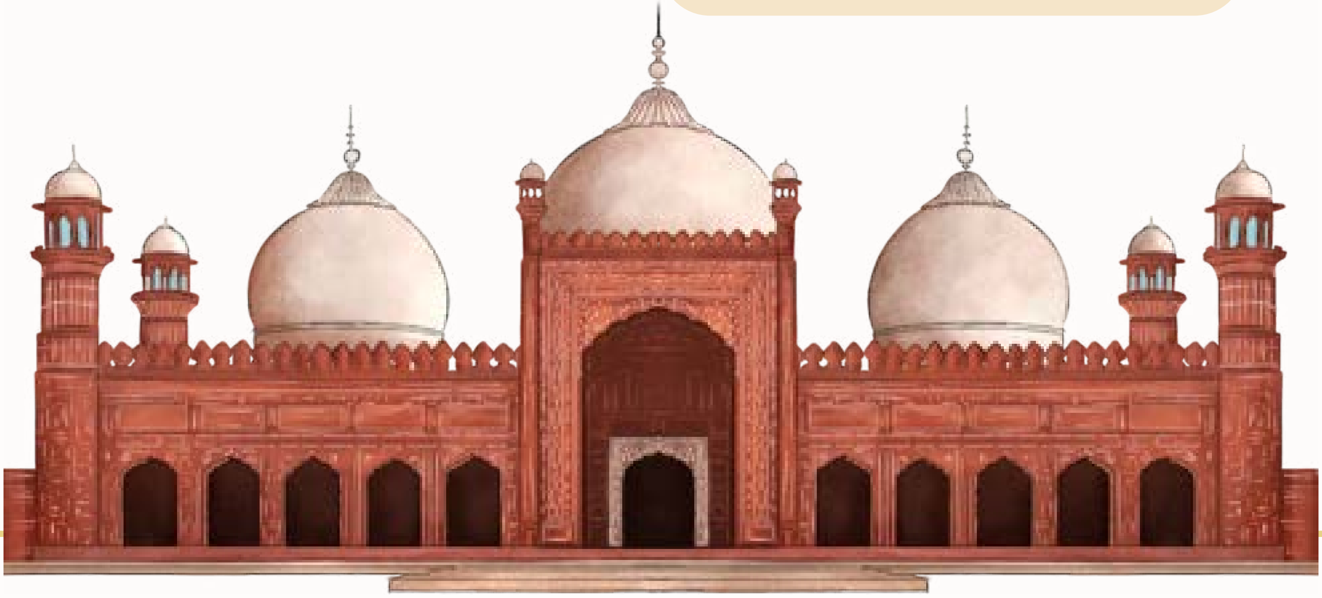

مسکرانا چاہیے

(ھبہ باقی-Reading)

بتائیے وہ کون ہے جو ہر وقت گلے اور بازو وغیرہ کاٹتا ہے مگر پولیس اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

درزی!

مسکراتے رہا کریں کیا پتہ کل دانت ہی نہ رہیں۔

زیادہ سیریس نہ رہا کریں آپ دنیا میں آئے ہیں ICU میں نہیں۔

عجیب لفظ ہے سوری بھی۔ بندہ کہے تو غصّہ ختم اور ڈاکٹر کہے تو بندہ ختم۔

یہ کتاب بھی پڑھیں!

"سیلاب رحمت" تصنیف امۃ الباری ناصر

صد سالہ جشنِ تشکر کی نسبت سے لجنہ اماء اللہ ضلع کراچی نے ایک سو (100)کتب کی اشاعت کا وعدہ کیا تھا۔ جو اللہ کے فضل سے پورا ہوا۔ محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کی یہ تصنیف "سیلابِ رحمت" اس سلسلے کی ایک سو ایک ویں کتاب ہے جس میں دراصل ان فضائل اور انعامات کا بیان ہے جو اس قلمی جہاد کے سفر میں میسّر آئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قلمی جہاد میں حصہ لینے کی توفیق عطا کرے اور اپنی رحمتوں کی بارش ہم پر برساتا رہے۔ آمین

ایک جھلک
لجنہ اماء اللّٰہ
برطانیہ
کی مصروفیات

نیشنل والی بال ٹورنامنٹ لجنہ اماء اللہ برطانیہ 2024

(یہ رپورٹ الفضل انٹرنیشنل میں 29 فروری 2024 کو شائع ہوگئی ہے، رسالہ النصرت کے لیے کچھ ترمیم کے ساتھ پیشِ خدمت ہے۔)

فروری کا مہینہ لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے شعبہ صحتِ جسمانی کے لیے صرف نرگس کے پھول ہی کھلنے کا مہینہ نہیں ہوتا بلکہ اپنے ساتھ برطانیہ بھر کی بہار بھی سمیٹ کر لاتا ہے۔ جب پورے ملک سے لجنہ کی ٹیمیں نیشنل والی بال ٹورنامنٹ میں حصہ لینے کے لیے یورپ کی سب سے بڑی اور خوبصورت مسجد، بیت الفتوح میں اکٹھی ہوتی ہیں تو ہر طرف پیار اور محبت کی بہاریں لگتی ہیں۔ جوش اور ولولے کی نئ کونپلیں پھوٹتی ہیں اور پاک ماحول میں ہم آہنگی کی معطر ہوائیں چلتی ہیں۔

17 فروری 2024 بروز ہفتہ کی صبح، یوں تو لندن میں معمول کے مطابق ہلکی ٹھنڈ کے ساتھ بوندا باندی ہو رہی تھی مگر ٹورنامنٹ میں حصہ لینے والی ٹیمیں گرمجوشی سے کھیلنے کے لیے تیار تھیں۔ ٹھنڈ یا بارش نے ہرگز ان کے حوصلے پست نہیں کیے تھے۔ ٹورنامنٹ کا آغاز صبح 9 بجے تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا۔ جس کے بعد صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ ڈاکٹر قرۃ العین صاحبہ نے عہد نامہ دہروایا۔ پھر نیشنل سیکریٹری صحت جسمانی صاحبہ نے مقابلہ جات کا تعارف کروایا۔ لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے لیے یہ اس نوعیت کا پہلا نیشنل والی بال مقابلہ ہے جس میں صرف برطانیہ کی ٹیموں نے حصہ لیا۔ اس ٹورنامنٹ میں گیارہ ٹیمیں کھیل رہی تھیں۔ جن کو دو گروپز میں تقسیم کیا گیا۔ گروپ اے میں نارتھ ایسٹ، بیت النور، عائشہ ریجن، ساؤتھ ریجن، نارتھ ویسٹ اور اسلام آباد ریجن کی ٹیمیں شامل تھیں جبکہ گروپ بی میں مڈل سیکس، مڈ لینڈز، ایسٹ ریجن، بیت الفتوح ریجن اور لندن ریجن کی ٹیمیں شامل تھیں۔ مقابلہ جات کے اوقات کے متعلق ایک دن پہلے ہی سب کو اطلاع دے دی گئی تھی۔ مقابلہ جات کا فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعے سے ہوا تھا۔ اس کے بعد سب کھلاڑیوں کو والی بال کے قواعد و ضوابط تفصیل سے بتائے گئے۔ اور یہ بھی بتایا گیا کہ کلائی کی کونسی حرکت کی اجازت نہیں اور کونسی صحیح حرکت ہے۔ اس سے متعلق کھلاڑیوں کے جتنے بھی سوالات تھے اُن کے جواب دیے گئے۔ پھر طاہر ہال میں بیک وقت دو جگہ مقابلہ جات شروع ہوئے۔ مقابلہ شروع ہونے سے پہلے ہر ٹیم کو پانچ منٹ کا وقت ورزش کے لیے دیا جاتا اور مقابلہ ختم ہونے کے بعد سب کھلاڑی آپس میں ہاتھ ملاتیں اور پھر ریفری سے بھی ہاتھ ملاتیں۔

سب کھلاڑیوں نے بہت اچھا کھیلا اور بھرپور مقابلے کیے۔ دوپہر کے ایک بجے تک خوب گہما گہمی میں ٹیموں نے کھیلا۔ نماز اور کھانے کے وقفہ کے بعد دو بجے پھر مقابلہ جات شروع ہوئے۔ سخت مقابلوں کے بعد گروپ اے میں سے بیت النور اور عائشہ ریجن جبکہ گروپ بی سے بیت الفتوح اور لندن ریجن کی ٹیمیں سیمی فائنل میں پہنچیں۔

تمام کھلاڑیوں کے لیے کھیل کے ساتھ توانائی بحال رکھنے کے لیے پھل، چائے اور پانی وغیرہ کا انتظام کیا گیا۔ اس کے علاوہ ٹک شاپ میں مزیدار سینڈ وِچ اور کیک بھی قیمتاً دستیاب تھے۔ دوپہر کے کھانے میں سب کا پسندیدہ پاستا اور نان کے ساتھ سالن تھا، جبکہ رات کے کھانے میں چاول اور مزیدار آلو گوشت سے تواضع کی گئی۔ روحانی مائدہ کے لیے شعبہ اشاعت نے کتابوں کا سٹال بھی لگایا ہوا تھا۔

نارتھ ویسٹ کی کھلاڑی مناہل صاحبہ نے بتایا کہ وہ اس مقابلہ کی دسمبر سے تیاری کر رہی ہیں۔ نارتھ ویسٹ کی ٹیم مخصوص اس مقابلہ کے لیے بنی ہے اور یہ مقابلہ اِن کا پہلا مقابلہ ہے۔ مقابلہ کے انتظامات کے بارے میں بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ بہت لطف اندوز ہو رہی ہیں۔ سارے انتظام بہت اچھے ہیں اور سب وقت کی پابندی کر رہے ہیں جس کی وجہ سے سب مقابلے وقت پر ہو رہے ہیں۔

اسی طرح ایک کھلاڑی، سلیمہ نور صاحبہ نے بتایا کہ اگرچہ خواتین کا والی بال کھیلنے کا یہ ان کا پہلا تجربہ تھا لیکن کھلاڑیوں کے مہارت سے کھیلنے کی وجہ سے سب بہت محظوظ ہو رہے ہیں۔ ٹورنامنٹ دیکھنے کے لیے آنے والی ایک لجنہ صبوحی احمد نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خواتین کا والی بال ٹورنامنٹ دیکھنے کا یہ ان کا پہلا تجربہ ہے۔ وہ بہت پُرجوش تھیں اور میچ شروع ہونے کا انتظار کر رہی تھیں۔ کھلاڑیوں کو دیکھ کر بہت اچھا لگا۔ وہ اپنی دوستوں کے ساتھ اس ٹورنامنٹ سے بھرپور لطف اندوز ہوئیں۔

صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے بھی اپنے تاثرات بتاتے ہوئے کہا کہ ماحول بہت اچھا اور لطف اندوز ہونے والا ہے مسجد جہاں ہم باقاعدگی سے آتے ہیں یہاں کھیل دیکھنا بہت شاندار لگ رہا ہے۔ یہ ہماری اسلامی تعلیم ہے کہ ہم اپنی صحت کا بھی خیال رکھیں اور ورزش کرتے رہیں۔ لجنہ کو یوں کھیلتا دیکھ کر مجھے انتہائی خوشی ہوئی ہے۔ اس سے شامل ہونے والے تمام ریجن کی لجنہ کے آپس میں تعلقات اور دوستی میں بھی اضافہ ہو گا۔ ان شاءاللہ

سیمی فائنل کے بعد سب بہت ذوق و شوق سے فائنل میچ سے لطف اندوز ہونے کے لیے بے تاب تھے۔ فائنل میچ میں لندن ریجن اور عائشہ ریجن کے درمیان سخت مقابلہ ہوا۔ پہلی گیم عائشہ ریجن نے دو پوائنٹ سے جبکہ دوسری لندن ریجن نے تین پوائنٹ سے جیتی۔ اب تیسری گیم پر جیت کا انحصار تھا۔ اُس وقت طاہر ہال میں برطانیہ کی تمام ٹیمیں اور حاضرین کی بڑی تعداد موجود تھی اور ہر کوئی اپنی اپنی ٹیم کا حوصلہ بڑھانے کی کوشش میں تھا۔ نہایت سنسنی خیز مقابلہ کے بعد عائشہ ریجن نے جیت کا سہرا اپنے سر لیا اور تقریب تقسیم انعامات میں سب سے بڑی اور چاندی جیسی خوبصورت چمکیلی ٹرافی اٹھائی۔ تمام کھلاڑیوں کو ٹورنامنٹ میں شمولیت کے لیے اور تینوں ریفریز کو میڈل دیے گئے۔ آخر میں صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے کہا کہ ان کو بہت خوشی ہے کہ سب نے پرجوش حصہ لیا اور سب کو داد دی۔ دعا پر یہ دن اختتام پذیر ہوا، اور ابرِ رحمت برستا رہا۔

نیشنل نیٹ بال ٹورنامنٹ ناصرات الاحمدیہ برطانیہ 2024

18 فروری کی صبح سورج نے بادلوں کے پیچھے سے نکل کر جو انگڑائی لی تو کیا دیکھتا ہے کہ ہر طرف چڑیاں چہک رہی ہیں اور دُور کے دیسوں سے پریاں چلی آرہی ہیں۔اس نے آنکھیں جو کھولیں تو پتہ چلا کہ یہ سب میٹھی سی پیاری سی ناصرات الاحمدیہ ہیں جو عالیشان، سنہری اور خوبصورت مسجد بیت الفتوح میں ہونے والے ٹورنامنٹ میں مسکراہٹیں بکھیرنے کے لیے اکٹھی ہو رہی ہیں۔

سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمکنے لگا اور چھوٹی چھوٹی بچیوں کے چہرے خوشی سے دمکنے لگے۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے سورج کی تمازت تو کم کر دی مگر ناصرات کی گرم جوشی میں فرق نہ آیا۔ پورے 9 بجے تمام ناصرات ادب سے اپنے سر ڈھانکے طاہر ہال میں بیٹھی تھیں جب تلاوتِ قرآنِ پاک سے ٹورنامنٹ کی کاروائی کا آغاز ہوا۔ جس کے بعد صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ ڈاکٹر قرۃ العین صاحبہ نے عہد نامہ دہروایا۔ پھر نیشنل سیکریٹری صاحبہ برائے شعبہ صحت جسمانی نے مقابلہ جات کا تعارف کروایا۔ناصرات الاحمدیہ برطانیہ کے لیے یہ اس نوعیت کا پہلا نیشنل نیٹ بال مقابلہ ہے۔ اس ٹورنامنٹ میں نو ٹیمیں کھیل رہی تھیں۔ جن کو دو گروپز میں تقسیم کیا گیا۔ گروپ اے میں نارتھ ایسٹ، بیت النور، بیت الفتوح، مڈلینڈز اور اسلام آباد ریجن کی ٹیمیں شامل تھیں جبکہ گروپ بی میں عائشہ ریجن، نارتھ ویسٹ، ہرٹفرڈشائر اور لندن ریجن کی ٹیمیں شامل تھیں۔ مقابلہ جات کے اوقات کے متعلق پہلے ہی سب کو اطلاع دے دی گئی تھی۔ مقابلہ جات کا فیصلہ قرعہ اندازی کے ذریعے سے ہوا تھا۔ اس کے بعد سب کھلاڑیوں کو نیٹ بال کے قواعد و ضوابط اور لائنز کے بارہ میں بتایا گیا۔ مقابلہ جات میں حصہ لینے والی ناصرات کی زیادہ تعداد اپنے اسکولوں میں بھی کھیلتی ہیں اس لیے ان کو کھیل کے بارہ میں کافی معلومات تھیں۔ مگر پھر بھی ان کے تمام سوالات کے جواب دیے گئے۔ پھر طاہر ہال میں بیک وقت دو جگہ مقابلہ جات شروع ہوئے۔ مقابلہ شروع ہونے سے پہلے ہر ٹیم کو پانچ منٹ کا وقت ورزش کے لیے دیا جاتا اور مقابلہ ختم ہونے کے بعد سب کھلاڑی اپنی اپنی کوچ کے ساتھ مل کر ایک دائرہ میں کھڑے ہو کر منصوبہ بندی کرتیں۔

ناصرات کی ٹیموں کی یہ خصوصیت نمایاں نظر آئی کہ ان میں سے ہر ایک اپنے ریجن کی ٹیم کے لیے جذبہ اور لگن سے کھیل رہی تھی۔ اس ٹورنامنٹ میں حصہ لینے کے لیے کچھ ناصرات نے رات بیت الفتوح میں ہی قیام کیا تھا جس کی وجہ سے ان میں آپس میں دوستی بھی ہو گئی تھی اس لیے مقابلہ جات سب کے لیے دلچسپ ہو گئے تھے۔ سب بچیاں اپنی ٹیم کا پوائنٹ ہونے پر خوشی کا اظہار کرتیں اور مِس ہونے کی صورت میں افسردگی کا۔ اپنے ریجن کی ٹیم سے لگاؤ کے باوجود ایک دوسرے کو اچھا کھیلنے کے گُر بھی سکھاتی رہیں اس لیے ہر مقابلہ ہی سخت ہوتا۔ سب کھلاڑیوں نے بہت اچھا کھیلا اور بھرپور مقابلے کیے۔ دوپہر کے ایک بجے تک خوب گہما گہمی میں ٹیموں نے کھیلا۔ سخت مقابلوں کے بعد گروپ اے میں سے اسلام آباد اور نارتھ ایسٹ ریجن کی جبکہ گروپ بی سے لندن اور عائشہ ریجن کی ٹیمیں سیمی فائنل میں پہنچیں۔ پھر نماز اور کھانے کے وقفہ کے بعد دوپہر کے دو بجے سیمی فائنل کے مقابلہ جات شروع ہوئے۔

تمام کھلاڑیوں کے لیے کھیل کے ساتھ توانائی بحال رکھنے کے لیے پھل، چائے اور پانی وغیرہ کا انتظام کیا گیا۔ دوپہر کے کھانے میں سب بچوں کا پسندیدہ پاستا اور دال چاول تھے، جبکہ رات کے کھانے میں مزیدار آلو گوشت سے تواضع کی گئی۔ اور جانے والوں کو ساتھ لے کر جانے کے لیے بھی مہیا کیا گیا۔ روحانی مائدہ کے لیے شعبہ اشاعت نے کتابوں کا سٹال بھی لگایا ہوا تھا۔

ٹورنامنٹ میں حصہ لینے کے لیے نارتھ ویسٹ کے ریجن سے حفصہ خالد، جو بیت الفتوح میں ہی رات کو رُکی تھیں، اپنی رہائش کے تجربے کے بارہ میں بتاتی ہیں کہ ان کو مسجد میں رکنے کا بہت مزہ آیا۔ سب مل کر رات کو سوئے اور دوسری ٹیموں کی ناصرات سے بات کرنے اور دوستی کرنے کا موقع ملا۔ ان کو طاہر ہال میں جا کر پریکٹس کرنے کا بھی موقع ملا۔ پھر سب نے صبح اٹھ کر مسجد میں فجر کی نماز ادا کی اور لنگر خانے میں جا کر ناشتا کیا۔ ہرٹفرڈشائر ریجن سے آئی ہوئی بچی رضیہ نے بتایا کہ وہ پرائمری سکول سے نیٹ بال کھیل رہی ہے لیکن جماعتی سطح پر اس کو کھیلنے کا موقع پہلی بار ملا ہے۔ رضیہ نے بتایا کہ انہوں نے بہت محنت سے تیاری کی ہے۔ ان کو ٹورنامنٹ کے سب انتظام بہت اچھے لگے۔ وہ پہلی دفعہ آئی تھیں لیکن ان کو بہت مزہ آ رہا تھا۔ ان کی ٹیم کی کوچ اِن کی صحتِ جسمانی کی سیکرٹری صاحبہ ہیں۔ اسی طرح مڈلینڈز ریجن کی ٹیم کی کوچ زینب نے بتایا کہ انہوں نے بہت محنت سے ان مقابلوں کی تیاری کی ہے۔ پورے ریجن میں سے 20 بچیاں کھیل میں حصہ لینے آئیں۔ کافی پریکٹس اور ٹریننگ کے بعد ان میں سے 9 ناصرات کی ٹیم بنائی جو کہ ایک مشکل مرحلہ تھا۔ زینب صاحبہ نے پورے مقابلہ جات کے انتظامات کو سراہا اور امید کی کہ ایسے مقابلہ جات مستقبل میں بھی ہوتے رہیں گے۔ اس ٹورنامنٹ کو دیکھنے کے لیے آنے والی لجنہ ڈاکٹر امۃ الحفیظ حق صاحبہ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان کو بہت اچھا لگ رہا ہے۔ چھوٹی چھوٹی لڑکیاں کھیلنے آئی ہوئی ہیں۔ کل کو یہی لڑکیاں بڑی ہو کر لجنہ کے ٹورنامنٹ میں بھی کھیلیں گی۔ مجھے یوں بچیوں کو کھیلتا دیکھ کر بہت مزہ آ رہا ہے۔

اس موقع پر صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ اپنے مصروف شیڈیول کے باوجود صبح سے شام تک پورا دن طاہر ہال میں موجود رہیں اور سب کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کرتی رہیں۔ اُنہوں نے اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ نارتھ کے ریجنز سے بھی بہت سی ناصرات آئی ہوئی ہیں کیونکہ انہیں طویل فاصلے کی وجہ سے یہاں لندن میں ہمارے سپورٹس ڈے میں حصہ لینے کا موقع نہیں ملتا۔ اس بار انہوں نے پورا weekend بیت الفتوح میں گزارا ہے۔ امید ہے کہ جب وہ جون میں بیڈ منٹن ٹورنامنٹ میں، یا آئندہ اجتماعات پر دوبارہ ملیں گی تو وہ ایک دوسرے کو پہچانیں گی اور اس سے ان میں دوستی بڑھے گی۔"

کھانے کے وقفہ کے بعد سیمی فائنل مقابلہ جات ہوئے۔ طاہر ہال میں بڑا پُر جوش سماں تھا۔ حاضرین کے شور نے ماحول کو گرمائے رکھا اور اس طرح ہر کوئی جو طاہر ہال میں موجود تھا وہ اس ماحول کی لہر میں آکر جوشیلا ہو رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ سگی بہنیں کھیل رہی ہیں۔ لیکن ان میں سگی بہنوں سے بڑھ کر ناصرات الاحمدیہ اور جماعت کا رشتہ تھا جس کی محبت ہر رشتے سے بڑھ کر تھی۔ سب ٹیموں میں سخت مقابلہ ہوا۔ بالآخر فائنل میچ اسلام آباد اور لندن کے بیچ ہوا۔ دونوں ٹیموں نے پوری لگن سے کھیلا اور میچ ٹائی ہو گیا۔ پھر penalties میں میچ کا فیصلہ ہوا اور اسلام آباد ریجن کی ٹیم فائنل جیت گئی۔ دوسری پوزیشن پر لندن ریجن رہا، تیسری پوزیشن عائشہ ریجن اور چوتھی پوزیشن نارتھ ایسٹ ریجن کی آئی۔ تقریب تقسیم انعامات میں پہلی تین پوزیشن پر آنے والی ٹیموں کو ٹرافی دی گئی اور باقی تمام کھلاڑیوں کو ٹورنامنٹ میں شمولیت کے لیے اور ریفریز کو میڈل دیے گئے۔ آخر میں صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے کہا کہ ان کو بہت خوشی ہے کہ سب نے پرجوش حصہ لیا اور سب کو داد دی۔ دعا پر یہ دن اختتام پذیر ہوا اور پھر سب ڈھیروں یادیں لے کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

تعلیمی و تربیتی کلاس

مؤرخہ 2 تا 3 مارچ 2024 کو مسجد بیت الفتوح میں لجنہ اماءاللہ برطانیہ (ساؤتھ ریجنز) کی تعلیمی اور تربیتی کلاس کا انعقاد کیا گیا۔ کلاس کا آغاز تلاوت کلامِ پاک سے ہوا، جس کے بعد صدر لجنہ اماءاللہ برطانیہ ڈاکٹر قرۃالعین صاحبہ نے عہد نامہ دہروایا۔

ناصرات اور لجنہ کے لیے علیحدہ علیحدہ activities کا بندوبست کیا گیا تھا۔لجنہ اماءاللہ کے لیے طاہر ہال میں مختلف موضوعات پر interactive presentations دی گئیں۔ ایک presentation موجودہ دور کے حالات کی مطابق LGBTQ+ کے اوپر دی گئی۔ اسکولوں میں بچوں کو اس کے متعلق بتایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے ماؤں کو معلومات فراہم کی گئیں تاکہ وہ بچوں سے اس بارہ میں بات کر سکیں اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کی راہنمائی کر سکیں۔ ایک اور presentation ”حضرت اماں جانؓ ایک بہترین ساس“ کے موضوع پر دی گئی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ پر interactive quiz ہوا۔

اس موقع پر سمعی بصری ٹیم، SEND ٹیم، فرسٹ ایڈ کی ٹیم، ضیافت ٹیم، اشاعت اور بک سٹال ٹیم، غرض ہر ایک نے محنت اور لگن سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دی۔ حاضرین نے پروگرام کی بہت تعریف کی۔

آخر میں صدر صاحبہ نے خطاب کیا جس میں انھوں نے تقویٰ کے بارہ میں بات کی۔ انھوں نے انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں خطاب کیا۔ آپ نے اردو زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر سے آغاز کیا کہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

صدر صاحبہ نے کہا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جن موضوعات پر خاص توجہ دلائی ہے ان میں ایک بہت اہم اور بنیادی موضوع تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں تقویٰ کو بہترین زادِ راہ کے طور پر پیش کرتا ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۔۔۔اور نیکی (کا) جو (کام) بھی تم کرو گے اللہ (ضرور) اس (کی قدر) کو پہچان لے گا۔
اور زادِ راہ (ساتھ) لو اور (یاد رکھو کہ) بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے۔ اور اے عقلمندو! میرا تقویٰ اختیار کرو۔

(سورۃ البقرہ:198، اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

تقویٰ کا ترجمہ خوف خدا کے طور پر لیا جاتا ہے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ انسان ہر وقت خدا کے خوف میں ہی رہے بلکہ خدا کی محبت کو کھونے کا خوف ہو اور یہی خوف پھر نیک اعمال کا بھی محرک بنتا ہے۔ پھر انسان زندگی کے ہر پہلو میں اللہ کو راضی کرنے اور اس کی اطاعت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ایک روایت میں تقویٰ کو یوں سمجھایا گیا ہے کہ ایک شخص ہے جو خار دار جھاڑیوں کے گھنے جنگل سے گزر رہا ہے۔ اپنے چاروں طرف کے کانٹوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ کانٹے دار جھاڑیوں کو اپنے سے دور رکھنے کی کوشش کرتا ہے، کبھی وہ اس طرف چلا جاتا ہے اور کبھی دوسری طرف، تاکہ وہ کانٹوں کا شکار نہ ہو جائے۔ اس شخص کا اپنے آپ کو خار دار جھاڑیوں اور کانٹوں سے بچانے کا یہ عمل اور احتیاط ہی تقویٰ ہے۔

یہ مثال جہاں تقویٰ کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتی ہے وہاں ہمیں روزمرہ زندگی میں درپیش خطرات سے ہوشیار رہنے کی طرف توجہ بھی دلاتی ہے۔ جس طرح ایک شخص صحیح سلامت خار دار جھاڑیوں کے جنگل سے بچتا ہوا گزرتا ہے اسی طرح ہمارا اپنی زندگیوں میں دنیا کی تمام آلائشوں سے بچ کر گزر جانے کا نام تقویٰ ہے۔ تقویٰ ایک ایسی ڈھال کی مانند ہے جو ہمیں روحانی اور اخلاقی برائیوں سے بچاتا ہے۔ یہ ڈھال ہمیں اس دنیا میں آنے والی آزمائشوں سے بچنے میں مدد کرتی ہے۔ مزید یہ خدا کی موجودگی کی مسلسل یاددہانی کرواتی ہے۔

صدر صاحبہ نے مزید کہا کہ قرآنِ کریم میں تقویٰ کو لباس کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

”اے ادم کی اولاد! ہم نے تمہاری لیے ایک لباس پیدا کیا ہے جو تمہاری چھپانے والی جگہوں کو چھپاتا ہے اور زینت کا موجب بھی ہے اور تقویٰ کا لباس تو سب سے بہتر لباس ہے۔ یہ لباس کا حکم اللہ کے احکام سے ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔“

(سورۃ الاعراف:27۔ اردو ترجمہ از تفسیر صغیر)

یہاں تقویٰ کو لباس سے مشابہت دی گئی ہے کیونکہ لباس ہر طرح کے بیرونی اثرات سے، سردی سے، تیز گرمی سے اور بارش وغیرہ سے بچاتا ہے۔ مزید یہ کہ انسان کی ذاتی خامیوں اور کمیوں کو بھی چھپا کر رکھتا ہے۔ انسان فطرتاً دنیاوی خواہشات کی طرف راغب ہو جاتا ہے جبکہ روحانیت کے ثمر پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو دنیاوی اور ذاتی لذات پر موت وارد کرنے اور حصولِ تقویٰ کے لیے مشق کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ جیسے بچے خوش خطی سیکھتے ہیں تو شروع میں ٹیڑھے حروف لکھتے ہیں لیکن آخر کار مشق کرتے کرتے خود ہی صاف اور سیدھے حروف لکھنے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں بھی مشق کرنی چاہیے۔ جب اللہ تعالیٰ ہماری محنت دیکھے گا تو وہ رحم کرے گا اور محنت کو پھل لگائے گا۔ نفس کا جوش ٹھنڈا ہو جائے گا جیسے آگ پر پانی ڈال کر ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ جب انسان ایک بار تقویٰ کی راہ پر آ جاتا ہے تو یہ اس کے لیے اطمینانِ قلب کا باعث بنتا ہے۔ اور یہ پاک تبدیلی جو تقویٰ کی راہ پر چلنے سے آتی ہے انسان کو توجہ مزید دعاؤں، ذکرِ الٰہی، حقوق العباد کی طرف توجہ کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بناتی ہے۔ لیکن حقیقی تقویٰ صرف بدیوں سے بچنے کا نام نہیں بلکہ ہر لحہ اخلاقِ فاضلہ میں ترقی کرنے کی کوشش میں لگے رہنے کا نام ہے۔ جیسے خوش خلقی، ہمدردی، نرمی، سچی وفا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ صدق، صرف کسی ایک صفت کا ہونا ہمیں متقی نہیں بناتا بلکہ ان تمام اخلاقِ فاضلہ کا جمع ہونا اصل تقویٰ ہے۔ پھر خدمات کے بہترین مواقع تلاش کرنا اور بے لوث ہو کر دوسروں کی بھلائی کے لیے مثبت کردار ادا کرنا، اپنی تمام تر صلاحیت خدمتِ خلق اور خدمتِ انسانیت کے لیے صرف کرنا ہی تقویٰ کی پہچان ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے۔ یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر کاربند ہو جائے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا کہ ہمیں بولنا یا زبان کا استعمال تقویٰ کو ذہن میں رکھ کر اور خدا سے مدد طلب کرتے ہوئے کرنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ان کی ذمہ داری لیتا ہوں جو اپنی زبان کا خیال رکھتے ہیں۔ انسان، نعوذ باللہ، اگر زبان سے حرام کھانے کا فتویٰ دے دے تو وہ اسلام کے دائرہ سے باہر ہو جاتا ہے۔ اس لیے متقی اپنی زبان کو بہت خیال سے رکھتا ہے اور اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو اسے تقویٰ سے دور لے جائے۔ ہم سب کوئی ایسا وقت یاد کر سکتے ہیں جب زبان کے غلط استعمال سے تکلیف دہ بات کہی گئی ہو، اس لیے ہم سب کو زبان کا استعمال تقویٰ کو ذہن میں رکھتے ہوئے کرنا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تقویٰ تو یہ ہے کہ باریک در باریک تاریکی سے بچیں اور ایسی کامل تدبیر کریں کہ گناہ کے کنارے تک نہ پہنچیں۔ اور پھر نری تدبیر ہی کو کافی نہ سمجھیں بلکہ ایسی دعا کریں جو اس کا حق ہے۔ یہ نعمت نہ تو نری تدبیر سے حاصل ہوتی ہے نہ نری دعا سے بلکہ دعا اور تدبیر کے کامل اتحاد سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں فرمایا ہے

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ۔

(سورۃ الفاتحہ:5)

جو قُویٰ خدا نے انسان کو عطا کیے ہیں ان سے انسان تھوڑا کام لے کر پھر وہ انجام کو خدا کے سپرد کر دے کہ اے خدا! میں باقی مرحلوں کے لیے تجھ سے ہی مدد مانگتا ہوں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد اوّل، صفحہ نمبر 381 تا 382)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ دنیاوی مشکلات کا حل تقویٰ ہی ہے۔ آج کل دنیا میں سچی خوشی اور راحت پانا تقویٰ کے بغیر ممکن نہیں۔ متقی میں قناعت ہوتی ہے۔ اس لیے سچی خوشی حقیقت میں متقی کے لیے ہے اور دنیا دار انسان بڑے گھروں میں رہتے ہیں اور بڑی گاڑیاں چلاتے ہیں تب بھی سکونِ قلب میسر نہیں ہوتا۔ کچھ لوگ دوسروں کے مقابلے میں دینی علم میں دسترس رکھتے ہیں۔ بعض لوگ بعض نیک خوبیوں میں دوسروں پر سبقت لے جاتے ہیں اور ہر کوئی اپنی صلاحیتوں کے مطابق کام کرتا ہے۔ پس جو بھی کسی میدان میں بہتر ہو، اس کو اپنے ساتھ اپنی کمزور بہنوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہیے۔

(مفہوم خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 4 ستمبر 2015 از الفضل انٹرنیشنل 25 ستمبر تا یکم اکتوبر 2015)

آخر میں صدر صاحبہ نے کہا کہ میری دعا ہے کہ ہم قرآنِ کریم کے احکامات پر عمل کرنے والی ہوں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تمام رہنمائیوں پر ہر وقت عمل کرنے والی ہوں۔ ہمارا ہر قدم، ہر عمل اور ہر لفظ ہمیں تقویٰ میں بڑھانے والا ہو۔ تبھی ہم اور ہماری نسلیں خدا کا قرب پانے والی ہوں گی۔ خدا تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو ہمیشہ تقویٰ کی حقیقت سمجھنے اور اس پر کاربند رہنے کی توفیق دے۔ آمین

کیا آپ نے یہ شمارہ پڑھ لیا ہے؟

- اس شمارہ میں استعمال شدہ خطاب حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ عنہ نے کس ملک میں دیا تھا؟
- اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی کونسی سورت اور آیت میں جہاد کی اجازت دی ہے؟
- جہاد کی کتنی اقسام ہیں؟
- اردو زبان کے متعلق یہ الفاظ "یہ زبان بھی اب کبھی نہیں مرے گی" کس کے ہیں؟

(آسٹریلیا، سورۃ الحج:40،4، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(☆) اس شمارہ میں استعمال شدہ مشکل الفاظ کے معانی

صفحہ نمبر	الفاظ	معنی
2	مکیدت	جاسوسی
2	خدیعت	دھوکہ
7	ثمرات	پھل
8	ہزیمت اُٹھائے گا	شکست کھائے گا
8	قبیح	نامناسب، بُرا
11	غیض	غصہ
16	معتبر	بھروسے کے قابل
19	بحری بیڑہ	سمندری جنگ

صفحہ نمبر	الفاظ	معنی
21	ادیان	دین کی جمع۔ ادیان
22	طلسم	جادو
27	طرّہ امتیاز	امتیازی خوبی
27	جانفشانی	دوسرے کے لیے جان دینے والا
32	جبری انخلا	زبردستی نکالنا
34	بساط	وسعت، طاقت
38	پیدائشِ نو	نئی زندگی
45	جِلا	صفائی، روشنی، چمک